13-176

کربلا

معراجِ عشق

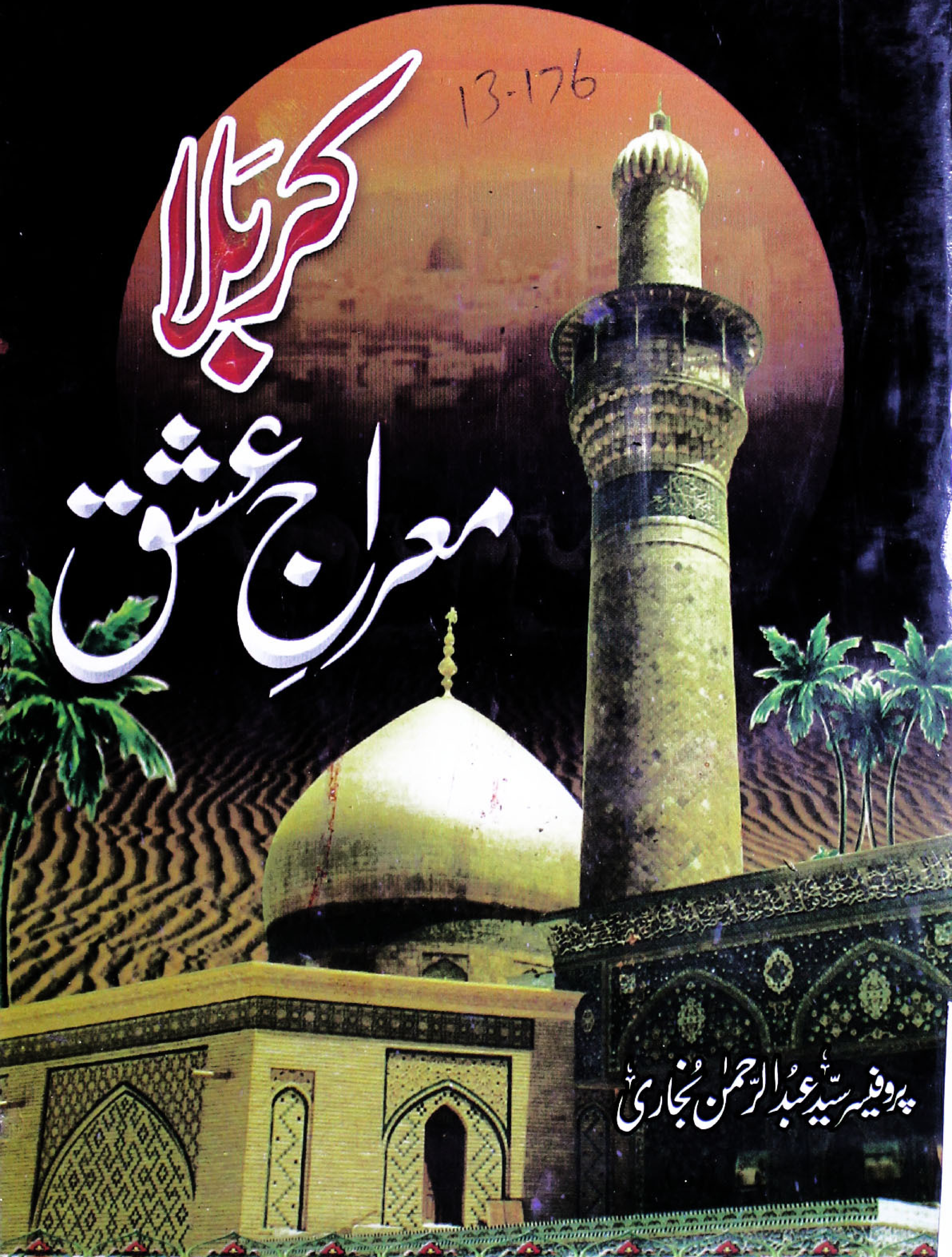

پروفیسر سید عبدالرحمن بخاری

امہ فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

Marfat.com

کربلا۔ معراجِ عشق

پروفیسر سیّد عبدالرّحمٰن بُخاری

اُمّہ فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

۲۹-ڈی سبزہ زار، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

سلسلۂ مطبوعاتِ اُمہ نمبر ۱۷

84504

کتاب	:	کربلا---معراجِ عشق
مصنف	:	پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری
		حفظِ قرآن حکیم، درسِ نظامی
		تخصص، ایم۔اے (اسلامیات)
		ایل۔ایل۔ایم (گولڈ میڈلسٹ)
طبع اول	:	فروری ۲۰۰۴ء
تعداد	:	گیارہ سو
کمپوزنگ	:	محمد فِدا آصف و شکیل احمد بھٹی
قیمت	:	
ناشر	:	سید عبدالرحمٰن بخاری
اہتمام	:	اُمہ پبلی کیشنز (اُمہ فاؤنڈیشن ٹرسٹ)
رابطہ	:	سید احمد عزیز بخاری
		۲۹۔ڈی سبزہ زار، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

قارئینِ محترم

اُمہ پبلیکیشنز، اُمہ فاؤنڈیشن(ٹرسٹ) کا ذیلی ادارہ ہے--- یہ علم و دانش کے فروغ--- اور جدیداسلوب میں دینی لٹریچر کی اشاعت کے لئے قائم کیا گیا ہے---

ہمارا ماٹو ہے--- جدت، معیار اور خدمت

ہم قارئین کومعیاری کتابیں ارزاں قیمت پر معیا کرنا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں دعوتی لٹریچر کی مفت تقسیم بھی جاری ہے--- اس سلسلہ میں ہم ''اُمہ ریڈرز کلب'' قائم کررہے ہیں--- یہ ملک بھر میں ایک مثالی کلب ہے جو ان شاء اللہ فروغ علم و دانش کی ایک منظم فلاحی تحریک کے طور پر کام کرے گا---

اگر آپ ہماری کتابیں چالیس فیصد تک رعایت پر--- اور مفت لٹریچر--- نیز دیگر بہت سی مراعات اور معاشی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو--- نیچے دیا گیا کوپن بھرکر اوّلیں فرصت میں درج ذیل پتہ پر بھیج دیجئے--- آپ سادہ کاغذ پر بھی اپنا نام و پتہ اور اپنے چند دوستوں کے ایڈریس لکھ کر بھیج سکتے ہیں--- پتہ یہ ہے:

اُمہ فاؤنڈیشن (ٹرسٹ) D-29 سبزہ زار، لاہور

نام ---

مستقل پتہ ---

موجودہ پتہ ---

دوستوں کے پتے ---

Marfat.com

پروفیسر سیّد عبدالرحمٰن بخاری

موسس عالمی تحریکِ سیرت، اُمہ فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

کی ایک اچھوتی تصنیف

اپنا رزق بڑھایئے

☆ اپنے موضوع پر سب سے پہلی اور انوکھی کتاب

☆ جذبوں کی زبان ☆ دل موہ لینے والا اسلوب

☆ ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت ☆ ایک بار ضرور پڑھیے

☆ اور معاشی پریشانیوں سے نجات پایئے

کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو آپ کو چاہیے

☆ معاشی پریشانیوں کا حل ☆ رزق بڑھانے کی عملی تدابیر

☆ چالیس سے زائد اوراد و وظائف ☆ تجارت اور کاروبار کے گُر

☆ ترقی و خوشحالی کے راستے ☆ رزق کی رکاوٹیں اور اُن کا تدارک

☆☆ اور بہت کچھ ☆☆

رعایتی قیمت پر حاصل کرنے کے لئے براہِ راست رابطہ کیجئے۔

اُمہ فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

(۱) 29-D سبزہ زار، لاہور

(۲) جامع مسجد عکس گنبد خضرا، نہر پل، مال روڈ لاہور

Marfat.com

مصنف کی چند دیگر تصانیف

- ☆ اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت
- ☆ اسلامی آداب
- ☆ معراجِ فقر
- ☆ اپنا رزق بڑھائیے
- ☆ اسلام اور جدید میڈیکل سائنس
- ☆ اسوۂ حسنہ اور تعمیر شخصیت
- ☆ لمعات قربانی
- ☆ خوشبو کے دریچے
- ☆ خطبات سیرت (زیر طبع)
- ☆ اسلامی ریاست میں نفاذ عدل کے ادارے
- ☆ القصاص فی الفقہ الاسلامی (ترجمہ)
- ☆ فقہ اسلامی کی تدوین نو

Marfat.com

پانچ منٹ زندگی کے لئے

ایسی کتاب:

☆ جو اسلام اور جدید میڈیکل سائنس کا حسین امتزاج ہے

☆ جو اپنے انداز کی سب سے پہلی اور اچھوتی کتاب ہے

☆ جس میں زندگی گزارنے کا بہترین ''نظام عمل'' دیا گیا ہے

☆ جو اپنی آغوش میں روحانی، سماجی اور معاشی نکھار کا سامان لئے ہوئے ہے

☆ جو روحانی طریق علاج پر ایک انتہائی نادر کتاب ہے

☆ جس میں دنیا کی جدید ترین تھیراپی کو عملاً برتا گیا ہے

☆ جس کا ماٹو یہ ہے:

''صرف پانچ منٹ روزانہ نکالئے، آپ کی زندگی سنور جائے گی''

تو لیجئے قارئین محترم!

☆ ایک بار اس کتاب کو پڑھ کر اور برت کر تو دیکھئے!

☆ امید ہے اس سے آپ کی زندگی میں خوشگواری آئے گی

Marfat.com

انتساب

ردائے نور اور آغوشِ کرم

کے نام

☆ وہ ردائے نور

جس کے ملکوتی آنچل کی چھاؤں حسینؓ کی پیشانی میں سجدۂ آخر کی تڑپ بن کر جاگی

اور

جو اب رہتی دنیا کونین میں ہر سُو کربلا کے جذبوں کی سوغات بن کر بٹتی رہے گی.

☆ وہ آغوشِ کرم

جس کی نورانی کرنوں کی تپش خون حسینؓ کی بوند بوند میں جذبۂ عشق کی کسک بن کر اتری

اور

جو اب تا قیامت ہر بشر کی آنکھ سے یادِ کربلا میں اشکوں کی برسات بن کر امنڈتی رہے گی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

يـا ربِّ بـالـمـصـطـفىٰ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم بِلغ مقاصدَنا
واغـفِـرَلـنـا مـا مضـى يـا واسعَ الكـرمِ

مـولاى صـلِّ وسـلِـم دَائـمـا ابـدا
عـلـىٰ حبيبِك خيـرِ الـخـلـقِ كـلهمِ

Marfat.com

سجدۂ حضوری

ألحمد للّٰہ حمداً یوافی نعمہ و یکافئ مزیدہ، لا أحصی ثناءً علیک، أنت کما أثنیت علی نفسک

ازل سے ابد تک سب تعریفیں بس ''اُسی'' کو زیبا ہیں...... ''وہ'' ...... کہ جس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی...... جس نے سب کو بنایا اور سب کا پالنہار ہے...... جو سب کو، سب کچھ، ہر پل بخشے...... ہر بے جان کا روپ نکھارے، ہر جیون کا نقش اجالے...... ''وہ'' جس کی شان یکتا اور یگانہ ہے...... اور جس کی عطا انمول اور بے پایاں...... ہم ذرہ مانگیں، وہ سورج دیتا ہے...... اور قطرہ مانگیں تو سمندر برساتا ہے...... ''وہ'' کہ جس کی قدرتوں کا اک افق ہے کہکشاں...... اور جس کی وسعتوں کا اک کنارہ لامکاں...... ''وہ'' کہ جس کی عظمتیں ہیں ماورائے ہر گماں...... اور جس کے نور کا پرتو ہیں سب کون ومکاں...... ''وہ'' کہ جس کی تسبیح ہر شے کا وظیفہ ہے...... اور جس کا چہرہ کونین کے ہر منظر میں جھلکتا ہے...... آبشاروں کے ترنم میں، کلیوں کے تبسم میں...... سورج کی روپہلی کرنوں میں، چاند ستاروں کی جھلمل میں...... بادِ صبا کے جھونکوں میں اور ابرِ بہار کی رم جھم میں اس کی تجلی روشن ہے...... ''وہ'' کہ جس کے نام پر سب دل دھڑکتے ہیں...... اور جس کے پیار میں ہر سانس مچلتی ہے...... ۔

آنکھ اٹھے تیرے لئے، کھلتے ہیں لب تیرے لئے　　میرا جینا، میرا مرنا، میرے رب تیرے لئے

دائرہ تیری رضا، پُرکار میری زندگی　　ہر تمنا، ہر ارادہ، ہر طلب تیرے لئے

Marfat.com

Marfat.com

تمنائے باریابی

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبِك خیرِ الخلقِ کلھم

ہر دل سے امنڈتے جذبے، ساز ازل کے نغمے اور درود وسلام کی سوغاتیں بس ایک ہی ہستی کی نذر...... "وہ" ...... جس کا نام لب پر آتے ہی روح مسکراتی...... اور زندگی بہاروں میں ڈوب ڈوب جاتی ہے...... "وہ" جس کا وجود خدا کے حسنِ تخلیق کا شاہکار...... اور فطرت کی سب رعنائیوں کا حاصل ہے...... "وہ" جس کا نور تخلیق کائنات کا سرچشمہ ہے...... اور جس کا فیض کونین میں ہر سو پھیلا ہے...... "وہ" جس کی خاطر خدا نے سب کچھ بنایا...... اور جس کا پیار دلِ فطرت میں انڈیلا ہے...... "وہ" جس کے نور سے مطلعِ صبحِ ازل روشن...... اور جس کے جلووں سے چہرۂ شامِ ابد تاباں ہے...... "وہ" جس کے آنے سے بہار اتری زمیں پر...... افق سے تا افق قوسِ قزح کا رنگ بکھرا...... "وہ" جس کو پیار سے رب نے پکارا جس طرح چاہا...... وہ مزمل، وہ مدثر، وہ یسٓیں، وہ طٰہٰ...... جو بہرِ مومناں بن کر رؤف آیا، رحیم آیا...... خطا پوش و عطا پاش و خلیق آیا، کریم آیا...... "وہ" جس کا نام خدا نے عرشِ اعظم پر سجا رکھا ہے...... اور جس کا ذکر کائنات میں ہر وقت، ہر سو ہو رہا ہے...... بحر و بر میں، شجر و حجر میں...... ارض و سما میں، شمس و قمر میں...... ہر ذرے میں، ہر قطرے میں...... ہر ساعت میں، ہر لمحے میں...... جب بھی، جہاں بھی رب کا ذکر ہے...... ساتھ ہی اس کے حبیب ﷺ کا ذکر ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے نامِ خدا کے ساتھ ساتھ
مصطفیٰ ﷺ کی یاد ہے شامل خدا کی یاد میں

Marfat.com

Marfat.com

تجلی

☆ انتساب ۹

☆ سجدۂ حضوری ۱۳

☆ تمنائے باریابی ۱۴

☆ تجلی (فہرست) ۱۷

☆ حرف آغاز ۲۱

باب اول معراج عشق

☆ عشق اور ابتلا کا سنگھم ۳۰

☆ کربلا حضور ﷺ کی سیرت کا پرتو ہے ۳۵

☆ مہکا ہوا ہے عشق سے دامان زندگی ۳۷

☆ اسلام کی پوری تاریخ عشق مصطفی ﷺ کی تاریخ ہے ۴۰

Marfat.com

☆ کربلا عشق کی معراج ہے ۴۲

☆ حوالہ جات ۴۵

بابِ دوم کنارِ فرات

☆ سانحۂ کربلا کے اسباب و عوامل ۵۱

ا۔ یزیدی بگاڑ اور اس کی ہولناکی ۵۷

ب۔ یزید دلوں کو بنجر بنا رہا تھا ۶۰

☆ حریت روحِ عمل، جذبِ دروں، جانِ حیات ۶۳

ا۔ اس کے لہو سے زندہ ہے انسان کا ضمیر ۶۶

ب۔ یزید اجتماعی احتسابی قوت مٹا رہا تھا ۷۰

☆ ملت کی زندگی اسی احتساب میں ہے ۷۳

☆ اُس کے لہو سے چہرۂ ایمان نکھر گیا ۷۸

☆ ظلم کا اِس سے بھیانک روپ کیا ہوگا ۸۰

☆ اسلامی تاریخ کا بدترین کردار ۸۴

Marfat.com

۲۔ شہادتِ حق کا فریضہ میدان میں لے آیا ۸۶

☆ امام حسینؓ تاریخ کے دوراہے پر ۸۹

☆ اسلام کی جبین کا ستارہ حسینؓ ہے ۹۲

۳۔ تاریخ نمونۂ عمل مانگ رہی تھی ۹۵

☆ یہ بدنما داغ کیسے دھلتا ۹۶

☆ تاریخِ عزیمت کا یگانہ رہنما ۹۸

۴۔ اہل کوفہ کا اصرار فرض کی پکار بن گیا ۱۰۰

۵۔ صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا ۱۰۴

۶۔ حضور ﷺ کی بشارت نے راہِ حق اُجال دی ۱۰۹

☆ حوالہ جات

باب سوم دیں پناہ

☆ کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہلبیت ۱۱۹

۱۔ کربلا معیارِ حق ہے ۱۲۲

Marfat.com

۲۔ حسینؑ درد کے دریا بہا دیئے تو نے ۱۲۵

۳۔ زندگی کے ہر افق پر چھا گئے حسینؑ ۱۲۶

۴۔ ہر بوند سے لہو کی اک انقلاب پھوٹا ۱۲۸

۵۔ اس نے انسان کی تاریخ کا رخ موڑ دیا ۱۳۰

۶۔ ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ ۱۳۱

حوالہ جات ۱۳۴

☆ مختصر تعارف ''عالمی تحریک سیرت'' ۱۳۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

الحمد اللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام
علی حبیبہٖ سید المرسلین و علی الہٖ
الطیبین الطاھرین و علی صحبہٖ اجمعین ومن
تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

اما بعد :

اسلامی تاریخ میں سانحۂ کربلا کی حیثیت کئی اعتبار سے یکتا ہے---
اس کی کوکھ سے ایک ایسی انقلابی فکر نے جنم لیا جس کے اثرات زندگی کے ہر گوشے پر مرتسم ہیں---اور یہ اثرات اتنے گہرے، پائیدار اور ہمہ گیر ہیں کہ---عہدِ رسالت کے بعد سے لے کر آج تک چودہ صدیوں کی پوری تاریخ ایک طرف---اور تنہا یہ ایک واقعہ دوسری طرف---خون حسینؓ کی ایک ایک بوند سے زندگی اور شعور کی ان گنت لہریں پھوٹی ہیں---اور تاریخ کے کبھی ختم نہ ہونے والے بہاؤ میں ہمیشہ کے لئے جذب ہو گئی ہیں---سچ تو یہ ہے کہ---اسلام کی پوری تاریخ میں حرکت، بیداری اور انقلاب کی توانائی اسی واقعۂ کربلا نے بھری ہے---

Marfat.com

خونِ حسینؓ ایک نور کا بہتا دھارا ہے--- یہ سب اطراف میں یکساں بہتا ہے--- اور سارے اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیتا ہے--- خونِ حسینؓ ایک پاکیزگی کا سیلاب ہے--- یہ ہر طرف پھیلتا ہے---اور سب آلائشیں بہا کر لے جاتا ہے---خونِ حسینؓ ایک جذبوں کی برسات ہے--- یہ چارسُو برستی ہے--- اور دلوں کی بنجر کھیتیوں میں ولولے اُگاتی ہے--- اس خون میں ایک امنگ بھری ہے--- بیداریٔ ملت کی امنگ--- اور یہ امنگ اس نے ہر سینے میں جگادی ہے---اِس خون میں ایک درد رچا ہے--- یہ درد ہے اسلام کی نہضت کا--- اور یہ درد اِس نے سب اہلِ ایمان کی سانسوں میں اُنڈیل دیا ہے---اس خون
میں ایک تڑپ گھلی ہے---راہِ حق میں جاں نثاری کی تڑپ---اور یہ تڑپ اِس نے ہر دل کی دھڑکنوں میں پرو دی ہے---

صدیاں بیتیں ،امام حسینؓ نے فرات کے کنارے ایک خیمہ لگایا تھا---اور دیکھنے والو---ذرا شعور کی آنکھیں کھول کر دیکھو---وہ خیمہ اب تک وہیں لگا ہے---شام ڈھلے اس خیمے سے ایک بانگ درا اُبھری تھی---اور سننے والو---ذرا دل کے کان لگا کر سنو---اب بھی کون و مکاں میں وہی بانگِ درا گونج رہی ہے--- یہ بانگِ درا کیا تھی---اور وہ خیمہ کیسا خیمہ تھا؟---وہ خیمہ رب کی دھرتی پر اک ایسے کارواں کا تھا---جو خود تو اِس خیمے سے پابجولاں نکلا---مگر سب دنیا والوں کے لئے قیامت تک حُریت کا استعارہ بن گیا ہے---وہیں سے آج بھی ہر راہِ آزادی نکلتی ہے---جہاں سے کاروانِ حُریّت

84584

Marfat.com

شامِ غریباں میں چلا تھا---اور وہ بانگِ درا کیا تھی---اسی کارواں کے کوچ کی صدائے جرس---جو ایک انقلاب کی نوید بنی---ایسا انقلاب---جو ہر ذہن کے بند دریچے کھول گیا---ہر آنکھ کی بینائی میں بس گیا---اور ہر دل کی دھڑکنوں میں اتر گیا---حکیمِ مشرق علامہ اقبالؒ نے اسی نوائے انقلاب کے بارے میں کہا ہے--- ؎

در نوائے زندگی سوز از حسینؓ
اہلِ حق حُریت آموز از حسینؓ

تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز
زندہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

آج دنیا میں اہل حق کو پھر اک معرکہ درپیش ہے---پھر وہی رزم گاہِ حق و باطل سجی ہے---پھر وہی طاغوت ہے---فرات ہے---اور کربلا---پھر اہلِ حق نہتے ہیں---قلیل ہیں---اور تشنہ لب---پھر اہل باطل بیشمار---سب قوتوں سے لیس ہیں---اور سارے ایک---پھر وہی جبر ہے---فریب ہے---اور ظلم---پھر وہی آگ ہے---نمرود ہے---اور ابراہیم علیہ السلام---ہاں کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے---ایسے میں---سب اہلِ حق کو پھر اُسی کی ہے تلاش---ہاں وہی---جو دین حق کی آبرو تھا---کربلا کا یگانہ راہی---جو گھر سے نکلا---تو اس شان سے کہ---موت اس کی بلائیں لے رہی تھی---اور زندگی اس پر نچھاور ہو رہی تھی---اور جو کربلا میں اترا---تو عالم یہ تھا کہ---سب کائنات اس کے قدموں کی دُھول میں گم ہو چکی تھی---اور کون و مکاں میں ہر طرف بس ایک ہی صدا گونج

Marfat.com

رہی تھی ---

تو آفتابِ صبحِ سعادت ہے اے حسینؓ

تو مدعائے قلب رسالت ہے اے حسینؓ

تو سرفرازِ دوشِ نبوت ہے اے حسینؓ

تُو دینِ حق کی آخری حجت ہے اے حسینؓ

ریگزارِ کربلا میں خونِ حسینؓ کی جتنی بوندیں جذب ہوئیں --- اتنے ہی ستارے انقلاب کے مطلع حیات پہ ابھرے ہیں --- اور ایک ایک ستارے نے کئی جہانوں اور کئی زمانوں کو جلا بخشی ہے --- حسینؓ، نامِ محمد ﷺ کا ایک استعارہ ہے --- اُس کے عمل سے زندہ ہے انسان کا ضمیر --- اُس کی نظر سے تازہ ہے رخ صبح و شام کا --- اُس کے یقیں سے چہرۂ ایمان کی جلا --- خوشبو ہے اُس کی گلشنِ تاریخ کی مہک --- اُس کی صدا ہے دعوتِ ہر انقلاب --- اُس کا ہر ایک نقشِ قدم منزلِ ثبات --- اور اسی نقشِ قدم کو پانے کی ایک تمنا ہے یہ کتاب ---

''کربلا میں --- معراجِ عشق''

قارئین محترم ! یہ کتاب آج سے تقریباً پندرہ برس پیشتر ۱۹۸۹ء میں لکھی گئی --- اور بعض اردو جرائد میں قسط وار مضمون کی صورت شائع ہوئی --- یہ بنیادی طور پر میرے زمانۂ طالب علمی ۱۹۸۴ء کی ایک تقریر تھی --- جو اخبار میں کسی اہل قلم کا مضمون پڑھ کر میری سطحِ شعور پہ ابھری --- اور قلب و نظر کی راہ سے الفاظ کے سانچوں میں اتری --- تحریر سے طباعت تک اتنا طویل عرصہ بیت گیا --- محض اس لئے کہ ---

Marfat.com

خیال تھا اِسے پھیلا کر ضخیم کتاب بناؤں گا --- لیکن ہر سال محرم الحرام آتا --- اور گزرتا رہا --- پر یہ تحریر ادھوری پڑی رہی --- بالآخر اس ال میں نے اسے نامکمل ہی شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا --- اور اب یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے --- حرفِ آغاز کے علاوہ چند صفحات عنوانِ کتاب کی مناسبت سے تازہ لکھے ہیں --- اور اس طرح امید کا سرِ رشتہ پھر ہاتھ آگیا ہے --- ان شاء اللہ اس کا نقشِ ثانی بہتر اور مکمل ہوگا --- جو موضوعات اُدھورے رہ گئے ہیں --- اور جن پر ابھی لکھنا باقی ہے --- وہ خدا کی توفیق کرم کے سائے میں ان شاء للہ اگلے کسی ایڈیشن میں شامل ہوں گے --- اور قارئین کرام! آپ سے التماس ہے کہ --- جب بھی آپ کے من میں گداز کا کوئی لمحہ اتر آئے --- آنسوؤں کے موتی آنکھوں پر ٹھہر جائیں --- اور بے ساختہ رب کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھیں یا لب ہلیں --- تو اپنے اس ناچیز بھائی کو خصوصی دعاؤں میں یاد رکھئے گا --- رب العزت میری خطائیں معاف فرمائے --- مجھے خیر و فلاح کی راہ پر چلائے --- حسن خاتمہ اور نجات اخروی سے نوازے آمین ---

آخر میں جسم و جان کی سب توانائیوں کے ساتھ --- ہدیۂ تشکر واطمینان، سجدۂ اخلاص وعبدیت اور نذرانۂ حمد وثنا ربِ ذوالجلال کے حضور پیش ہے --- جس کی توفیق ورہبری کے بغیر کوئی قدم اٹھ سکتا ہے نہ کوئی کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے --- اور اس کے بعد قلب و روح کی انتہائی گہرائیوں سے پھوٹنے والا جذبۂ عجز و نیاز اور ارمغانِ درود وسلام --- جلوۂ نورِ کبریا، مخزنِ جود وعطا، رحمتِ ہر دوسرا، شافع روزِ جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگہ بے کس پناہ میں بہ ہزار ادب واحترام نذر ہے ---

Marfat.com

جن کے چراغِ ہدایت سے جہل و نا آ گہی کی ظلمت ہمیشہ گریز پا---جن کی عطائے رحمت سے رہتی دنیا کل عالم فیضیاب---اور جن کے چشمۂ عرفان وحکمت سے ہر دور کے تشنگانِ علم ومعرفت سیراب ہوتے رہیں گے---

و صلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا
و مولانا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

گدائے در حبیب ﷺ

یکم ذی الحج ۱۴۲۵ھ لاہور۔ سید عبدالرحمٰن بخاری

Marfat.com

باب اول

معراج عشق

Marfat.com

☆ زندگی---عشق اور ابتلا کا سنگھم

☆ کربلا حضور ﷺ کی سیرت کا پرتو ہے۔

☆ مہکا ہوا ہے عشق سے دامانِ زندگی

☆ اسلام کی پوری تاریخ عشق مصطفیٰ ﷺ کی تاریخ ہے

☆ کربلا عشق کی معراج ہے

Marfat.com

باب اول

معراج عشق

قرآن وسنت کی بیسیوں نصوص سے یہ حقیقت ابھرتی ہے کہ---
ابتلاء وآزمائش فطرتِ انسانی اور نظامِ تکوین کا لازمی تقاضا ہے---
یہ دنیا دارالابتلا ہے اور زندگی سراسر امتحان---خود انسان کی تخلیق سے عیاں ہے کہ---عدم پہلے ہے اور وجود مؤخر--- فنا اَساس ہے اور زندگی اُس سے حاصل---''کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ''(۱) ---یوں نفی ذات جس کے مظاہر کرب والم، رنج ومصیبت اور ابتلاومحن ہیں، انسانی فطرت اور وجود میں داخل ہے--- یہ کائنات اور اس میں جو کچھ ہے---سب انسانی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے---حتی کہ خود زندگی اور موت کو بھی اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے---

> خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (۲)

> یعنی اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی دونوں کو اس لئے بنایا ہے تاکہ تمہارا امتحان لے کہ کون اچھے اعمال بجالاتا ہے

پھر انسان خدا کا خلیفہ ہونے کے ناطے اشرف المخلوقات

Marfat.com

ہے (۳) --- وہی بحر و بر پہ حکمران اور جملہ کائناتی قوتوں کا فرماں روا ہے (۴) --- وہی تخلیق عالم کا مدعا اور نظام دنیا کا ذمہ دار ہے --- اس منصب عالی، نیز دوسری مخلوقات پر خلیفۃ اللہ کی فوقیت و برتری تقاضا ہے کہ --- ابتلا و آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر انسان کی خلقی اور طبعی صلاحیتوں کو ابھارا جائے --- تاکہ وہ اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل میں ان سے بھرپور کام لے سکے --- انسان کا مقصدِ حیات ایمان کے تقاضوں کی تکمیل ہے --- اور از روئے قرآن یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ --- وہ آزمائش سے گزرے بغیر محض لسانی اقرار و اظہار کے بل بوتے پر اس عظیم مقصد سے ہمکنار ہو جائے --- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (۵)

یعنی کیا لوگ یہ گمان کئے بیٹھے ہیں کہ وہ محض اس دعوی پر بخش دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور اس دعوی میں انہیں آزمایا نہ جائیگا۔

عشق اور ابتلا کا سنگھم

یہی وجہ ہے کہ اولیں انسان حضرت آدم علیہ السلام سے اس امتحان و آزمائش کی ابتدا ہوئی --- اور حق و باطل کی آویزش کی صورت میں اہلِ حق کے جذبۂ ایثار و وفا کو ہمیشہ پرکھا جاتا رہا --- آدم علیہ السلام اور ابلیس (۶) --- ہابیل اور قابیل (۷) --- نوح علیہ السلام اور سرکش

Marfat.com

قوم (۸) --- ابراہیم علیہ السلام اور نمرود (۹) --- موسیٰ علیہ السلام اور فرعون (۱۰) --- محمد مصطفیٰ ﷺ اور ابولہب (۱۱) --- اور شبیرؓ اور یزید --- تاریخِ انسانی کے صفحات میں علامتی حیثیت اختیار کر چکے ہیں --- ؎

موسیٰ و فرعون و شبیرؓ و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی ﷺ سے شرارِ ابولہبی

اگر چہ اہلِ حق کی اس ابتلا و آزمائش کی نوعیت اور ہیئت و صورت ہر دور میں مختلف رہی ہے --- لیکن اس کی حقیقت بہر حال ہمیشہ ایک ہی رہی --- اور وہ ہے ''ایثار و قربانی'' کا مطالبہ --- خواہشات اور تمناؤں کی قربانی --- مال و دولت اور سامانِ زیست کی قربانی --- قوم، وطن اور گھر کی قربانی --- خویش و اقارب اور اہل و عیال کی قربانی --- جان و تن اور رگِ حیات کی قربانی --- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ
وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ (۱۲)

اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے --- کچھ خوف اور بھوک سے --- اور مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ---

اس آیت کریمہ اور اس طرح کی دیگر آیات و احادیث سے ابتلاءِ انسانی کی اہمیت، نوعیت اور مقاصد پر روشنی پڑتی ہے --- اور یہ

Marfat.com

واضح ہوتا ہے کہ---انسانی آزمائش کی حقیقت ہمیشہ اور ہر حال میں قربانی ہی رہتی ہے---یوں بھی اگر غور کیا جائے تو---انسانی زندگی کے جملہ آداب واقدار کا خلاصہ تین چیزیں ہیں---حق---فرض---اور قربانی---ان میں اہمیت اور ترتیب کے لحاظ سے ادنی ترین مرتبہ ''حق'' (Right) کا ہے---اس کے بعد ''فرض'' (Duty) کا مرحلہ آتا ہے---اور اعلی ترین مقام ''ایثار وقربانی'' (Sacrifice) کو حاصل ہے---یہی وجہ ہے کہ---اسلام نے تربیتِ انسانی اور تعمیر شخصیت وتہذیبِ نفس کا جو نظام وضع کیا ہے---اس میں تحصیل حق اور تکمیل فرض کو ایثار وقربانی کے تربیتی مراحل کی حیثیت دی ہے---اور تمام اعمال وعبادات کا مقصد، جملہ تہذیبی اقدار کا جوہر اور ارتقائے انسانیت کی معراج قربانی کو ٹھہرایا ہے---کیونکہ اسلام سراپا دینِ قربانی ہے---ایک حدیث پاک کی رو سے تورات میں امتِ مسلمہ کی پہچان یہ بیان ہوئی ہے کہ---''قربانھم دمائھم''[۱۳]---یعنی ان کی پیشکش ان کا اپنا خون ہے---گویا قربانی---اور وہ بھی جان کی قربانی---امتِ مسلمہ کا خصوصی شعار ہے---اسی لئے شہید اور شہادت کے فضائل واحکام اسلامی تصورِ جہاد کے امتیازی عناصر قرار پائے ہیں---

شہادت انسانی جان کی قربانی کا نام ہے---یوں تو انسانی جان کی قربانی عہدِ قدیم سے رائج چلی آتی ہے---اور اس ضمن میں نسل آدم کی گمراہی اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ---اشرف المخلوقات انسان کو اپنے ہاتھوں سے تراشی ہوئی پتھر کی بے جان مورتیوں کی بھینٹ چڑھا دینا ایک

Marfat.com

معمولی بات ہے---لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی اپنے لختِ جگر سیدنا اسماعیلؑ کو خدائے قدوس کے نام پر قربان کرنے کے لئے مخلصانہ آمادگی--- اور پھر ذبح نہ کر پانے کے واقعہ سے عملاً یہ ثابت ہوگیا کہ--- دیوی دیوتا، در کنار--- انسانی جانی کو خود اللہ تعالیٰ کے نام پر بھی قربان کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ--- اُسے عام حالات میں یوں لٹا کر ذبح کر دیا جائے--- ہاں ظلم کے استیصال، حق کے استحکام اور دین اسلام کی نشر و اشاعت کے اعلیٰ مقاصد اگر تقاضا کریں--- تو مسلمانوں کے قیمتی خون سے میدانِ جنگ کی آبیاری کرنا نہ صرف مباح بلکہ احب الاعمال قرار پائے گا--- کیونکہ یہی اس قربانی کا حقیقی موقع ہے--- اور باقی سب قربانیاں اسی اعلیٰ ترین قربانی کی تربیت و تیاری کے لئے رکھی گئی ہیں (۱۴)---

کربلا حضور ﷺ کی سیرت کا پرتو ہے

اسلام نہ صرف دنیا کا آخری دین ہے--- بلکہ تمام ادیان و مذاہب کی تعلیمات اور خصوصیات کا جامع بھی ہے--- پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہوتے ہوئے جملہ انبیائے کرام کے اوصاف و کمالات اور شئون و احوال کے جامع ہیں--- اس لئے ایک طرف اگر ہر نوع آزمائش کی تکمیل یہاں ہوگئی--- تو دوسری جانب ایثار و قربانی کا اعلیٰ ترین مظاہرہ بھی سبط رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کبریٰ میں ہوگیا--- حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ''سرّ الشہادتین'' میں بجا طور پر لکھا ہے کہ (۱۵)--- شہادت ایک انتہائی اہم فضیلت و کمال

Marfat.com

ہے---اور نبوت محمدیہ علی صاحبھا التحیہ چونکہ تمام فضائل واوصاف کی جامع اور کمالات انسانی کی آخری حد ہے کہ---کوئی فضیلت، خوبی اور کمال ایسا متصور نہیں ہو سکتا جو ذاتِ رسالت مآب ﷺ میں جمع نہ ہو---بقول شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:

ہر رتبہ کہ بود در امکاں بر وست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا، شد برو تمام

یعنی ہر مرتبہ کمال جو مخلوق کے لئے ممکن تھا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ختم ہے اور ہر نعمت جو خدا کے خزانہ قدرت میں موجود تھی اس نے اپنے محبوب ﷺ کو دے دی۔

اس لئے شہادت کی فضیلت و کمال کا نبوتِ محمدیہ میں شامل اور آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہونا بجا طور پر مسلم ہے---لیکن چونکہ دشمنوں کے ہاتھوں شہادتِ ظاہری کا جام پینا نبوت کبریٰ کی شان عالی میں اختلال کا باعث تھا---اور رب کریم اپنے محبوب پاک ﷺ سے "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (۱۶) کا وعدہ فرما چکا تھا---لہٰذا قدرتِ الٰہی نے اس کمالِ محمدی کا ظہور حضرت امام حسینؓ کے وجودِ پاک کی طرف منتقل کر دیا---جو آپ کے نواسے ہی نہیں---بیٹے بھی تھے---کہ نسلِ مصطفی ﷺ کی افزائش اُنہی سے ہوئی---یوں شہادت کبریٰ کی جو فضیلت سیدنا امام حسینؓ کو حاصل ہوئی---وہ درحقیقت سرورِ کائنات ﷺ کے فضائل و کمالات میں داخل

Marfat.com

ہے---کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کی رو سے ''جو کچھ بیٹے کا ہے سب باپ کا ہے''---(حدیث پاک '' انت و مالک لا بیک '' کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے کہ--- تو اور جو کچھ تیرا ہے، سب تیرے باپ کا ہے)--- یوں صورتاً جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا مظہر، یہ شہزادۂ گلگوں قبا---معناً اوصاف نبوت کی نمود کا آئینہ بن گیا---اور جدِ مصطفیٰ ﷺ حضرت اسماعیلؑ کی باطنی قربانی سے شروع ہونے والی داستانِ حرم کا نقشِ تکمیل ٹھہرا---

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ، ابتدا ہے اسماعیلؑ

حضرت ابراہیمؑ کے وادی منیٰ میں اپنے لختِ جگر اسماعیلؑ کو خدا کے نام پر ذبح کرنے کے لئے لٹا کر تسلیم و رضا اور ایثار و قربانی کا جو بے مثال نمونہ پیش کیا--- اس کا اثر باطن سے ظاہر تک اور حقیقت سے واقعہ تک متعدی نہ ہوا---اور یوں حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ کے وقت اپنی ذریت میں سے امت مسلمہ کی نمود---اور سید المرسلین ﷺ کی بعثت کے لئے دعا کی تو---اس التجا میں '' اُمَّةً مُسْلِمَةً لَکَ ''(۱۷)---

یعنی ایسی امت پیدا فرمانا جو اپنی جان تجھ پر نثار کر دے---کے الفاظ سے بتلا دیا کہ اسماعیلؑ کی باطنی قربانی کو عمل کی ظاہری دنیا میں حقیقت کا روپ دینے کی ذمہ داری امت مسلمہ کو سونپ دی ہے---

اس طرح اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ایک امانت کے طور پر ملت اسلامیہ کو منتقل ہوئی---اور دودمانِ اسماعیلی کے گل سر سبد حضور رحمت للعلمین ﷺ کی خاندانی میراث بن گئی---جس کی طرف آپ ﷺ نے

Marfat.com

اشارہ کرتے ہوئے فرمایا---''انا ابن الذبیحین''---یعنی میں دو ذبیح اللہ (حضرت اسماعیلؑ اور حضرت عبداللہؓ) کا بیٹا ہوں---اس سے ظاہر ہے کہ خدا کے نام پر قربان ہو جانے کا یہ ابراہیمی پیغام دو جہتوں سے ایک مقدس امانت کے طور پر خانوادۂ نبوت میں آیا---ایک نسلی میراث کے طور پر---اور دوسرے ملتِ ابراہیمی کے شعار کی حیثیت سے---اب اس دوگونہ امانت سے وہی ہستی عہدہ برآ ہو سکتی تھی جو---ایک طرف اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے امتِ مسلمہ کی عدالت، اسلام کی حقانیت اور پیمبرانہ شجاعت کی نمائندہ ہو---اور دوسری جانب خانوادۂ نبوت کا فردِ مکرم ہونے کے ناطے اس کی رگوں میں خونِ مصطفیٰ ﷺ دوڑ رہا ہو---اے خوشا! کہ یہ مقامِ رفیع سیدنا امام حسینؓ کا نکلا---آپؓ ایک طرف شرفِ صحابیت سے فیضیاب ہونے کی بناء پر امت مسلمہ میں صداقت و عدالت کی سب سے اعلیٰ منزل پر فائز تھے---دوسری جانب سبطِ رسول ریحانِ مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے اہلبیتِ اطہار کی عفت و پاکیزگی، تسلیم و رضا اور پیمبرانہ شجاعت کے امین تھے---اور تیسری سمت ''آیۂ مباہلہ'' کا مصداق ہونے کے ناطے رہتی دنیا اسلام کی کی حقانیت کے شاہد و ترجمان تھے---پھر صورتاً جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا مظہر---سیرتاً کمالِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ---اور نسباً آلِ مصطفیٰ ﷺ کا مبدءِ تسلسل ہونے کی حیثیت سے بھی---تنہا آپ ہی اس ابراہیمی قربانی اور محمدی شہادت کے امین قرار پائے---اور قربان جائیں امام حسینؓ کے کمالِ دیانت پر کہ---کس حُسنِ اہتمام کے ساتھ آپؓ نے اس امانت کا حق ادا کیا---منیٰ کی وادی میں پیش کی جانے والی اسماعیلی قربانی کو دشتِ فرات میں بہتر (۷۲)

Marfat.com

جانوں کا خون پیش کر کے تکمیل کا رنگ بخشا---اور یوں ابراہیمی امانت کو کمالِ صدق وصفا سے ادا کر کے امت مسلمہ کو سرخرو کر دیا--- ؎

اللہ اللہ بائے "بسم اللہ" پدر
معنی "ذبح عظیم" آمد پسر
سرِ ابراہیم و اسماعیل بود
یعنی آں اجمال را تفصیل بود

مہکا ہوا ہے عشق سے دامانِ زندگی

امام حسینؓ کی قربانی تاریخِ انسانیت کا جوہر اور داستانِ حرم کا نقطۂ عروج ہے--- انسانیت کی تاریخ، ابتلا کی تاریخ ہے--- اور میدانِ کربلا میں فرات کے کنارے ابتلا کا ہر روپ جلوہ گر ہے--- حرم کی داستان عشقِ حقیقی کی داستان ہے--- اور کربلا معراجِ عشق ہے--- ابتلا اور عشق کا سنگھم ہمیشہ سے رہا ہے--- زندگی ابتلا کی [illegible]--- [illegible] ہے--- اور عشق ابتلا کی بھٹی میں--- عشق [illegible]--- [illegible] عمامہ--- خلعت نہ لبادہ--- گفتار [illegible]--- [illegible] یہ تو ایک جذبہ ہے--- سچا اور کھرا--- [illegible] بھرا--- ایک مستی ہے--- بدن کے [illegible]--- [illegible] تمنا ہے--- لہو لہو کی بوند میں گھلی--- یہ تو ایک [illegible] ہے--- [illegible] میں ڈھلا--- بے چینی ہے--- سینوں کے ارتعاش میں--- اک تڑپ--- مچلتی دھڑکنوں میں--- اک کیف امنڈتا--- روح کی پاتال سے--- اس عشق کو کس نے دیکھا ہے--- پھر بھی یہ ہر اک سو پھیلا

Marfat.com

ہے--- اس عشق کو کس نے جانا ہے--- پھر بھی یہ بھرا ہے سینوں میں--- یہ عشق نہ جانے کیا ہے--- پر کونین کی ہر دولت سے بڑا ہے---

عشق کے مضراب سے نغمۂ تار حیات
عشق سے نور حیات' عشق سے نار حیات

خدا اگر ہے حسن--- تو سب کائنات عشق--- اور خدا یقیناً حسن ہے---''اللہ جمیل ویحب الجمال''--- تو پھر مجھے کہنے دو کہ اس نے عشق کو اپنی تخلیق کے سانچے میں پرویا--- اورکونین کے ہر گوشے مین انڈیلا ہے--- جہاں جہاں اس کے حسن کی جلوہ گری ہے--- وہیں وہیں پہ عشق کی فسوں گری بھی ہے--- جہاں بھی حسن دمکتا ہے--- وہیں پہ عشق مچلتا ہے--- جہاں پہ نازِ حسن ہے--- وہیں نیازِ عشق بھی--- جہاں بھی مسکرائے حُسن--- وہیں پہ عشق تڑپتا ہے--- یہ حسن اور عشق کا رشتہ ہے--- بہت سُندر، بہت البیلا---حسن کی ادائیں، عشق کی وفا مانگیں--- حسن آزماتا ہے--- اور عشق جاں لٹاتا ہے--- یہ دنیا جلوہ گاہِ حسن ہے--- اور قربان گاہِ عشق--- وہ قربانی لیتا ہے--- اور یہ قربانی دیتا ہے--- یہی تخلیق کی غایت ہے--- یہی تاریخ کا منظر--- یہی نقشِ حقیقت ہے--- یہی تہذیب کا حاصل--- یہی رمز نبوت ہے--- یہی سِرِ شہادت--- یہی رازِ حرم ہے--- اور یہی خونِ حسینؓ کا سجدہ---

مہکا ہوا ہے عشق سے دامانِ زندگی
خون حسینؓ اب بھی رواں ہے فرات میں

Marfat.com

یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے--- اور امتحان کے روپ ہزاروں---امتحان لینے والا خدا ہے--- اور وہ اپنے سب بندوں کا امتحان لیتا ہے---کس چیز کا امتحان--- سچائی اور کھرے پن کا--- ایمان کی سچائی---عمل کی سچائی--- جذبوں کی سچائی--- ارادوں کی سچائی---عشق کی سچائی---اور وفاؤں کی سچائی---تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے ہر انسان، ہر صاحبِ ایمان کو آزمایا ہے--- ہر فرد، ہر قوم کو آزمایا ہے--- ہر میدان، ہر محاذ پر آزمایا ہے--- ہر رنگ ہر آہنگ میں آزمایا ہے--- ہر انداز، ہر معیار پر آزمایا ہے--- ہر راہ، ہر منزل پر آزمایا ہے--- ہر سوچ، ہر عمل میں آزمایا ہے--- ہر کیف وکم میں آزمایا ہے--- ہر زماں، ہر مکاں میں آزمایا ہے--- ہاں کسی کو زیادہ، کسی کو تھوڑا آزمایا ہے--- اور جس کو جتنا آزمایا ہے--- اُس کو اتنا ہی نوازا ہے--- بشرطیکہ وہ امتحان میں پورا اترا ہو---امتحان تو دنیا میں بے شمار ہیں--- پر سب سے بڑا امتحان، عشق کا امتحان ہے---سب سے انوکھا اور سب سے کڑا امتحان بھی یہی ہے--- اور کیوں نہ ہو کہ سب سے اعلیٰ مقام بھی تو عشق ہی کا ہے--- جتنا اونچا مقام ہے، اتنا ہی کڑا امتحان بھی ہے---اور اس امتحان سے بشریت روزِ اول سے گزر رہی ہے---اور قیامت تک اس امتحان گاہ میں رہے گی--- دیکھئے خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا---تو ساتھ ہی انہیں امتحان گاہ میں اتار دیا--- یہ امتحان آدمؑ کا بھی تھا--- فرشتوں کا بھی--- اور ابلیس کا بھی--- آدمؑ اور فرشتے سرخرو نکلے---ابلیسؔ ناکام ہوا اور تا ابد راندۂ درگاہ ٹھرا--- پھر یہ امتحان ہر نبی اور اُس کی امت سے لیا جاتا رہا--- ہر نبی اپنی امت کو اس

Marfat.com

امتحان سے آگاہ کرتا اور سرخروئی کی راہ دکھاتا رہا---تا آنکہ فاران کی چوٹی سے کونین کا سورج ﷺ ابھرا---اور خدا نے ساری کائنات کا رخ اس کی طرف موڑ دیا---یہ کہہ کر:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (۱۸)

اے محبوب ﷺ دنیا والوں سے کہہ دو! اگر تم خدا سے
محبت کرتے ہو تو میری اتباع میں ڈوب جاؤ

اسلام کی پوری تاریخ عشق مصطفیٰ ﷺ کی تاریخ ہے

یوں کھلا کہ عشق کے سب راستوں کی منزل ایک ہے---محبوب خدا مصطفیٰ ﷺ کا عشق---خدا کی محبت اسی عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں ہے [illegible]---جس کے سینے میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نہیں---وہ اگر خدا کی محبت کا [illegible]---[illegible] خدا نے اپنی آزمائش کے لئے [illegible] رسول ﷺ کرتا رہا---پھر جو لوگ محمد ﷺ سے [illegible]---[illegible] عشق کا امتحان شروع ہو گیا---ابوبکر [illegible]---[illegible] آگے [illegible]---عثمانؓ کو خدا [illegible]---علیؓ کو [illegible]---سلمانؓ کو [illegible]---زیدؓ کو ماں باپ کی کشش دکھا کر---بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹا کر---آلِ یاسر کو تڑپا تڑپا کر---خبابؓ کو سولی پہ چڑھا کر---اور حسینؓ کو میدانِ کربلا میں لا کر---غرض یہ کہ خدا نے ہر صحابی، ہر مومن کو آزمایا---ہر فرد، ہر گھرانے کو آزمایا---اور جسے عشق رسول ﷺ میں جتنا آگے پایا، اُسے اتنا ہی اونچا مقام عطا فرمایا---اسلام کی پوری تاریخ

Marfat.com

اسی امتحانِ عشق کی تاریخ ہے---اور شہیدِ کربلا اس تاریخ کے ماتھے کا جھومر---علامہ اقبالؒ نے سبطِ رسول ﷺ شہیدِ کربلا سیدنا حسینؓ کو امامِ عاشقاں گردانا ہے---کائنات کے سب عاشقوں کا امام---

آں امامِ عاشقاں، پورِ بتولؓ
سروِ آزادی زبستانِ رسول ﷺ

واقعی امام حسینؓ کاروانِ عشق کے امام ہیں---راہِ حق میں جو عظیم اور بے مثال قربانی آپ نے پیش کی ہے---وہ امامت ہی کے شایاں ہے---پیکارِ حق و باطل کی تاریخ بہت طویل ہے---اور اس تاریخ کے ہر موڑ پہ عشق و محبت کی ایک انمول قربانی سجی ہوئی ہے---پر عشق کے اس سفر کی ساری تابناکیاں---معرکہء کربلا میں جھلملا رہی ہیں---عشق نے جہاں کہیں اور جو بھی قربانی دی ہے---نوعِ انسانی کے لئے اُس کے ثمرات بالآخر نواسہء رسول ﷺ کی قربانی میں مرتکز ہو گئے ہیں---کربلا ثمر ہے تاریخِ شہادت کا---کربلا فیضان ہے نبوت کا---کربلا [illegible] ہے حرم کے دونوں معماروں---ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی---[illegible] وراثت ہے سرورِ کونین ﷺ کی---پاکیزگی تقدس اور عظمت کے جو [illegible] ابوالبشر آدم جنت سے لے کر اترے تھے---اور جو نبوت کا فیضان بن کر دنیا میں بٹتے، پھیلتے رہے---وہ سب [illegible] کربلا میں [illegible] ہیں---فکر کی قوت بھی اور وجدان کی ندرت بھی---یقین کا نور بھی اور ایمان کا سرور بھی---ذکر کی فراوانی بھی اور تقویٰ کی توانائی بھی---صدق کا شعار بھی اور صبر کا حصار بھی---توکل کا توشہ بھی اور شکر کی بہار بھی---تسلیم کا شیوہ بھی اور استقامت کا وقار بھی---فتوت کا کمال بھی

Marfat.com

اور محبت کا جمال بھی --- اخلاص کی رعنائی بھی اور معرفت کی تابانی بھی --- عجز کا زینہ بھی اور امید کا خزینہ بھی --- عبدیت کا قرار بھی اور اخلاق کا نکھار بھی --- غرض کونین کے سب اجالے فرات کے کنارے سمٹ آئے ہیں --- حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں --- یہ نبیوں کے سردار شہِ کونین ﷺ نے فرمایا ہے --- تو خود سوچیے' کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ --- جنت کا کوئی جوان علم، کردار یا محبت کا کوئی ایسا خزانہ لئے ہوئے ہو جس سے حسینؓ کا دامن تہی ہے --- نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا --- تو پھر مان لیجیے کہ --- حسینؓ کی قربانی میں عشق کی ساری دولت اور کونین کی ساری عظمت انگڑائیاں لے رہی ہے ---

کربلا عشق کی معراج ہے •

کربلا معرکہء حق و باطل کا محض ایک واقعہ نہیں --- یہ تو ایسا کینوس ہے جس میں پیکارِ حق و باطل کی پوری تاریخ کے سب رنگ جھلملا رہے ہیں --- کربلا حضور ﷺ کی سیرت کا پرتو ہے --- اس میں تاریخ انسانی کے سب جواہر اکٹھے ہو گئے ہیں --- دیکھیے تاریخ کا ہر معرکہ اپنے پیچھے کچھ اثرات چھوڑ جاتا ہے --- یہ اثرات واقعاتی بھی ہوتے ہیں --- اور کرداری (Behavioural) بھی --- اور تاریخ کی سب قوتیں، کل ندرتیں اور ساری زیبائیاں انہی کردار آموز اثرات میں پنہاں ہوتی ہیں --- اب سوچیے تو ذہن یقیناً اس نقطے پر جا کر مرتکز ہو جائے گا کہ --- اسلام کی چودہ صدیوں کی تاریخ میں آج تک کسی اور منظر، کسی اور واقعہ، کسی اور معرکہ نے بشریت کو اتنا نہیں رُلایا جتنا کربلا نے تنہا رُلایا ہے --- کربلا نے آنسو دیئے

Marfat.com

ہیں دنیا کو---اور ان آنسوؤں میں عشق کے موتی پروئے ہیں--- یہ آنسو کیا ہیں؟--- کرب اور تڑپ--- درد اور کسک--- حزن اور ملال--- سوز اور گداز--- یہ گداز ساری امنگوں کا ہے--- یہ تڑپ ہے ساری محبتوں کی--- یہ کسک ہے پورے جہان کی--- آدمؑ سے عیسیٰ تک سارے نبیوں نے جو درد کی دولت بانٹی ہے--- وہ سب کی سب سرورِ کونین محمد رحمت عالم ﷺ کی سیرت میں سمٹ آئی ہے---اب آگے میرے آقا ﷺ نے اس درد کی دولت کو سب دنیا میں لٹانا ہے--- جب تک دنیا باقی رہے گی تب تک اسے پھیلانا ہے--- ہر دل میں درد جگانا ہے--- ہر من میں پیار بسانا ہے--- اور یہ سب کچھ میرے آقا ﷺ نے--- کربلا ہی سے کرنا ہے--- کربلا وہ چلمن ہے جس کی اوٹ سے رحمتِ عالم ﷺ کی دلربائی جھلکتی ہے--- کربلا وہ روزن ہے جس سے نورِ مصطفیٰ ﷺ کی ضوفگن کرنیں امنڈتی ہیں--- کربلا وہ برکھا ہے جس کی بوند بوند سے رحمتِ عالم ﷺ اپنے فیض کی شادابیاں لٹاتے ہیں--- کربلا وہ جھرنا ہے جس کی موج موج سے کونین کے ساقی ﷺ دنیا میں ہر سُو بہار اگاتے ہیں--- کربلا حضور ﷺ کی سیرت کا آئینہ ہے--- اس میں زندگی کی سب ندرتیں بھری ہیں--- کربلا حضور ﷺ کی عزیمتوں کا جلوہ ہے--- اس سے ہر طرف جہاں میں تازگی بکھرتی ہے--- کربلا حضور ﷺ کی بہادری کا مظہر ہے--- اس سے پوری دنیا کو یقیں کا نور ملتا ہے--- کربلا حضور ﷺ کی عشق کی سوغات ہے--- اس سے ہر دھڑکتے دل میں درد و سوز ابلتا ہے---

نبیؐ کی ذات کا پرتو تمہاری ذات میں ہے
ہر اک ادا سے تمہاری عیاں ادائے نبی ﷺ

Marfat.com

کربلا میں دیکھو تو سامنے حسینؓ ہے۔۔۔ لیکن اس سراپا میں رعنائی حضور ﷺ کی ہے۔۔۔ حضرت انسؓ کی حدیث ہے ''کان اشبھھم برسول اللہ ﷺ'' (۱۹) ۔۔۔ ہاتھ ہے حسینؓ کا۔۔۔ تلوار مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔۔۔ لا سیف الا ذوالفقار۔۔۔ خون میں حسینؓ کے۔۔۔ مہک شہ ابرار ﷺ کی ہے۔۔۔ خود فرمایا: ''حسینؓ منی وانا من حسینؓ'' (۲۰) تو آیئے مل کر پکاریں۔۔۔ کربلا افق ہے زندگی کا جس سے۔۔۔ چار سو حضور ﷺ کی چاندنی بکھرتی ہے۔۔۔ کربلا نکھار ہے حق کی ساری زیبائی کا۔۔۔ اور اس زیبائی میں چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔۔۔ کربلا معراج ہے عشق کی تاریخ کا۔۔۔ اور اس معراج میں رفعتیں حضور ﷺ کی ہیں۔۔۔

انہی کے خونِ مقدس کا عکس ہے جس سے

افق سے تا بہ افق لالہ فام ہے دنیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

حوالے

(۱) بقرہ: ۲۸

(۲) مُلک: ۲

(۳) بقرہ: ۳۰

(۴) اسراء: ۷۰

(۵) عنکبوت: ۲

(۶) طٰہٰ: ۱۱۷

(۷) مائدہ: ۲۸

(۸) سورۂ نوح: ۱ -- ۲۸

(۹) انبیاء: ۵۲ -- ۷۰

(۱۰) اعراف: ۱۰۳ -- ۱۳۶

(۱۱) سورۂ لہب

(۱۲) بقرہ: ۱۵۵

(۱۳) ابن منظور: لسان العرب ج ۱ ص ۶۶۵

(۱۴) تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب ''لمعات قربانی''

(۱۵) شاہ عبدالعزیز: سر الشہادتین ص ۸

(۱۶) مائدہ: ۶۷

Marfat.com

(۱۷) بقرہ:۱۲۸

(۱۸) آل عمران:۳۱

(۱۹) صحیح بخاری: باب مناقب الحسینؓ

(۲۰) ابن عساکر: البدایہ والناتہ

Marfat.com

باب دوم

کنار فرات

Marfat.com

۱۔ یزید کا بگاڑ اور اس کی ہولناکی

ا۔ یزید دلوں کو بنجر بنا رہا تھا

ب۔ یزید اجتماعی احتسابی قوت مٹا رہا تھا

ج۔ ظلم کا اس سے بھیانک روپ کیا ہوگا

۲۔ شہادتِ حق کا فریضہ میدان میں لے آیا

۳۔ تاریخ نمونۂ عمل مانگ رہی تھی

۴۔ اہل کوفہ کا اصرار فرض کی پکار بن گیا

۵۔ صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا

۶۔ حضور ﷺ کی بشارت نے راہِ حق اجال دی

Marfat.com

باب دوم

کنار فرات

یہ بات' اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے کہ---اس کائنات میں رونما ہونے والے تمام چھوٹے بڑے حادثات' واقعات اور معاملات کی تہہ میں رب قدوس کی لازوال مشیت' بے پایاں قدرت اور انمول حکمت کارفرما ہوتی ہے---لیکن یہ دنیا چونکہ دارالاسباب ہے---اور عام انسانوں کی نگاہیں مجرو ظاہر بیں' ان کا علم محض خارجی سطح تک محدود اور ان کے ذہن وخرد کی رسائی صرف محسوسات تک ہوتی ہے---اس لئے قدرت الٰہی نے دنیا کے ہر واقعے' ہر حادثے اور ہر معاملے کو سبب و مسبب کے حسی رابطے میں جکڑ دیا ہے---انسانی زندگی کا ہر واقعہ کسی نہ کسی ظاہری سبب سے وابستہ ہے---کائنات کا ہر حادثہ مشیت وحکمتِ الٰہی کے تابع ہے---

اسباب وعوامل عام طور پر انسانی ارادہ و اختیار سے جنم لیتے ہیں---اور مسببات ونتائج کا ظہور اسباب وعوامل پر موقوف ہوتا ہے اور انہی کی طرف منسوب---اس لئے انسان ہی ان مسببات و نتائج کا ذمہ دار ہوتا ہے---یہی دنیوی مسؤلیت اور اخروی جواب دہی کی بنیاد ہے---یہی انسانی حریت واختیار کا دائرہ ہے---اور یہی مکافاتِ عمل کا قانون---حوادث و واقعات کا ظہور اسباب کے تابع ہے---اور

Marfat.com

اسباب وعوامل انسانی تصرفات پر موقوف--- اس لئے تمام حادثات کا ذمہ دار انسان ہی ٹھہرتا ہے--- رہے وہ انسان جو ان اسباب وعوامل کا ہدف بنتے اور ان کے نتیجے میں رونما ہونے والے حادثات کا شکار ہوتے ہیں---تو ان کی شخصیت اور کردار کی عظمت ان کے موقف سے متعین ہوتی ہے--- صبر و استقامت' تسلیم و رضا اور جرأت وشجاعت ان حادثات میں ان کی عظمتِ کردار کے نایاب رخ ہوتے ہیں--- یہی نبوت کی میراث اور ولایت کی معراج ہے--- یہی عبدیت کی شان---عشق کی آن---اور شہادت کی جان ہے---

ہر واقعہ کے اسباب وعوامل اس کی نوعیت کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں--- جو واقعہ انسانی زندگی اور نظام کائنات پر جتنے گہرے اور دیرپا اثرات ڈالتا اور جس قدر اہمیت کا حامل ہوتا ہے--- اس کے اسباب وعوامل بھی اسی قدر مضبوط' ٹھوس اور شدید ہوتے ہیں--- منشائے الٰہی جس حادثہ کو تقدیرِ مبرم کا درجہ دے دے--- بساطِ عالم پر اس کا رونما ہونا لابدی ہوتا ہے--- انسانی اعمال وتصرفات کا رخ' واقعات کا تسلسل اور اسباب وعوامل کا ظہور خود بخود اس حادثہ کی طرف بڑھنے لگتا ہے--- اس کو روکنے اور ٹالنے کی تمام تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں--- اس سے بچنے کی تمام صورتیں منقطع اور جملہ امکانات ختم ہو جاتے ہیں--- پوری فضا اس کے لئے ہموار اور ماحول بالکل سازگار ہو جاتا ہے--- اور وہی انسان جو عام حالات میں اس حادثہ کو ہرگز گوارا نہ کرتے--- خود اپنے ہاتھوں سے اس کے اسباب فراہم کر دیتے ہیں--- اور کوفیوں کی طرح اپنے دامن کو ظلم وجبر اور فسق وفجور سے آلودہ کر لیتے ہیں---

Marfat.com

اس تناظر میں جب ہم سانحۂ کربلا کے اسباب وعوامل پر نظر ڈالتے ہیں---تو انسانی کردار کی سطح پر اس میں---ایک طرف سے ظلم و جبر کی کارفرمائی---اور دوسری جانب سے---جذبہ عشقِ الٰہی اور کمال تسلیم ورضا کی نمود صاف نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے---یہ دونوں رویے انسانی تاریخ کی ابتداء (ہابیل وقابیل) ہی سے باہمدگر مقابلے پر موجود چلے آتے ہیں---باطل نے ہمیشہ ظلم و جبر کی راہ اپنائی ہے---اورحق نے ہمیشہ راہِ خدا میں جذبۂ تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا ہے---اوراس طور پر ظلم ہمیشہ حق کی قربانی سے مات کھا کر پسپا ہوتا رہا اور انسانی اقدار کو توانائی ملتی رہی---ظلم حد سے بڑھ کر خود ہی مٹ جاتا---اورحق بظاہر دب کر ہمیشہ نئی قوت سے ابھر آتا---حق و باطل کی پیہم کشمکش میں غلبۂ حق کی یہی صورت تاریخ کا ضابطہ قرار پائی---اور یہی معرکۂ کربلا کا عنوان ہے

زندہ حق از قوتِ شبیری است
باطل آخر داغِ حسرت میری است

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

سانحۂ کربلا کے اسباب وعوامل

حادثہ کربلا کے اسباب وعوامل کی تہہ تک رسائی---اور واقعات کے صحیح محمل کا کھوج لگانا ازبس ضروری ہے---کیونکہ گذشتہ کچھ عرصہ سے بعض تیرہ بخت خارجیوں اور یزیدیوں نے نام نہاد تاریخی ریسرچ کا ناٹک رچاکر--- اور حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کے مذہبی احکام کی جھوٹی

Marfat.com

آڑ میں --- سیدنا امام حسینؓ کے اقدام کو داغدار کرنے کی مذموم جسارت کی ہے --- جس سے بعض سادہ لوح افراد کے ذہن بھی کسی قدر مسموم ہوئے --- اور وہ اسلام کے اس عظیم فرزند اور نسل انسانی کے اس محسنِ جلیل کی عظمتِ کردار کا صحیح اندازہ لگانے سے قاصر ہو گئے --- پھر المیہ یہ ہے کہ --- مخالفین تو ایک طرف' خود حامیوں نے بھی واقعہ کربلا پر جتنا کچھ لکھا --- اس میں عام طور پر صرف دو ہی پہلو نمایاں کیے جا سکے --- ایک یزید کا فسق و فجور --- اور دوسرے امام حسینؓ کی مظلومیت ---

اسباب و عوامل کے بیان میں اپنے بھی غیروں کے زہریلے پروپیگنڈے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ --- شعوری یا غیر شعوری طور پر حضرت امام حسینؓ کے اقدام کو طلبِ اقتدار پر محمول کر بیٹھے --- گویا آپ کا یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا' کوفہ والوں کا آپ کو خطوط لکھنا اور صحابۂ کرام کے مشوروں کے برعکس آپ کا سفرِ کوفہ پر روانہ ہو جانا ایسے اقدامات تھے --- جن کی کوئی توجیہہ و تعلیل' کوئی توضیح و تفسیر ان لکھنے والوں کے نزدیک سوائے اس کے ممکن نہیں کہ --- امام پاکؓ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے اور کوفیوں کے تعاون سے یزید کو ہٹا کر خود تختِ سلطنت پر متمکن ہونا چاہتے تھے --- یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ --- خلافت کا ملوکیت میں بدل جانا اور یزید جیسے فاسق و فاجر کا حکمران بننا ایک بہت بڑا فساد تھا --- جو امام پاکؓ کے لئے ناقابل برداشت تھا --- لہذا آپ میدان عمل میں نکل آئے ---

سیدنا امام حسینؓ کے موقف اور اقدام کی یہ توجیہہ کئی لحاظ سے مبہم' پیچیدہ اور محلِ نظر ہے --- اسی لئے خارجیوں نے بآسانی اس میں الجھاؤ

Marfat.com

پیدا کر دیا ہے--- تاریخ کی اکثر قدیم و جدید کتابوں اور نئے لکھنے والے قریباً تمام مصنفین کی تحریروں میں اس نقطے پر جو کچھ لکھا گیا ہے--- اسے پڑھ کر آپ شدید ابہام' حیرت اور افسردگی سے دوچار ہونگے--- اس موقع پر اکثر تحریریں الجھی ہوئی' سوچ کا انداز معذرت خواہانہ اور طرزِ بیان مایوس کن ہے--- امام حسینؓ کے موقف اور اقدام کی ٹھوس' حقیقی اور واضح توجیہہ آپ کو شاید ہی کہیں نظر آئے--- مذہب' سماج اور انسانیت کی بلند سطحوں پر آپؓ کے اس اقدام کو اُجاگر نہیں کیا جا سکا--- اسباب' نتائج اور اثرات کو ناقابل تردید شواہد و حقائق کے آئینے میں دیکھا نہ جا سکا--- کتابوں کے نام لکھنے اور حوالے دینے کی ضرورت نہیں--- قارئین' اس موضوع پر کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھیں--- اور گہری نظر سے جائزہ لیں--- تو انہیں معاملہ کی تہہ تک رسائی اور حقیقتِ حال کی نقاب کشائی کے لئے مشکل ہی سے کوئی راہ ملے گی---

خارجیوں کا پروپیگنڈہ غیر محسوس طریقہ سے معاملے کو اس قدر الجھا چکا ہے--- اور بہت سے ذہنوں کو اس قدر پراگندہ کر چکا ہے کہ--- جس انداز سے عام طور پر لکھنے والے حضرات اس واقعہ کی تاویل و توضیح پیش کرتے ہیں' اس سے جدید اذہان کی تشفی نہیں ہو پاتی--- بہت کچھ پڑھ لینے کے باوجود ایک خلش ضرور باقی رہتی ہے--- راقم الحروف کو اس معاملے میں اکثر ایسے سوالات کے جواب دینے پڑے--- اور بارہا لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ واقعۂ کربلا کے اسباب و عوامل پر بہت کچھ لکھے جانے کے باوجود اس اقدام کے جوازٗ اہمیت اور نتائج و اثرات پر ٹھوس حقائق و شواہد کی روشنی میں گفتگو کی ضرورت باقی ہے--- اسی احساس کے تحت---

Marfat.com

زیرِ نظر مضمون میں واقعۂ کربلا کے اسباب و عوامل پر عام ڈگر سے ہٹ کر قدرے مختلف انداز سے روشنی ڈالنا درکار ہے---

حادثہ کربلا کے پس منظر میں جتنے تکوینی' تاریخی' سماجی اور دینی عوامل کارفرما نظر آتے ہیں--- ان کا جائزہ لینے سے یہ بات پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ--- تکوینی طور پر مشیتِ الٰہی --- تاریخی لحاظ سے ضابطۂ پیکارِ حق و باطل--- سماجی اعتبار سے امت کی حیاتِ معنوی کی بقا اور دینی جہت سے غلبۂ اسلام کی ذمہ داری نے--- حضرت امام حسینؓ پر یزیدی فسق و فجور اور ظلم و استبداد کے خلاف جدوجہد کرنا فرض و لازم ٹھہرا دیا تھا--- تاریخِ اسلام کے اس نازک ترین موڑ پر رونما ہونے والے حالات' واقعات اور اسباب و عوامل نے کچھ ایسا رخ اختیار کیا--- اور پے در پے ایسے امور پیش آتے گئے جو پورے ماحول اور مجموعی فضا کو اس حادثۂ فاجعہ کے وقوع کی سمت بڑھاتے چلے گئے--- حتیٰ کہ یزیدی استبداد کی قوتوں اور کوفی دغابازوں کی سازباز سے معرکۂ کربلا کے اسباب اس درجہ فراہم ہو گئے کہ--- آپؓ کے لئے قدرتی طور سے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ چھوڑ کر کوفہ کا سفر اختیار کرنا ناگزیر ہو گیا---

حالات کا دھارا ایسے رخ پر بہنے لگا جس میں حضرت حسینؓ کا دلیرانہ کردار تاریخ کی تمام قوتوں کی پکار بن گیا--- اسلام کی حفاظت کا مطالبہ' امتِ مسلمہ کی بقاء کا تقاضا اور ملوکیت کے ظلم و استبداد سے نجات کا مسئلہ یہ سب امام حسینؓ کے سامنے ایک سوال کے طور پر اس طرح آ کر کھڑے ہو گئے کہ--- آپ نے اپنے یقین و ایمان' فکر و اجتہاد اور جذبہ و احساس کی تمام تر توانائیوں کو اس ایک نقطہ پر مرتکز کر کے سوچا--- تو

Marfat.com

باطنی وجدان' ظاہری حالات اور ایمانی احساسات سبھی نے--- آپ پر
حفاظت دین اور بقائے ملت کی جدو جہد کو فرضِ عین ثابت کر دیا---
کائنات کے ہر افق اور زندگی کی ہر سطح سے اٹھتی ہوئی پکار آپ کو
یہ باور کراگئی کہ--- حسینؓ اس مرحلہ پر تمہارا سامنے آنا اور شہادتِ حق کا
فریضہ ادا کرنے کے لئے تن' من' دھن کی قربانی دینا لازم و ناگزیر ہو گیا
ہے--- ماحول پر ایک نظر ڈالتے ہی آپ نے محسوس کر لیا کہ--- حالات
و واقعات اور اسباب وعوامل کا سازا تانا بانا اس نہج پر ڈھل چکا ہے کہ---
حسینی جاں نثاری تکوین اور تشریع ہر دو جہت سے فرضِ عین کا درجہ اختیار کر
چکی ہے--- تب امام حسینؓ فرات کے ویراں کناروں پر آل رسول ﷺ
کی موجِ خون سے چمنِ انسانیت کی آبیاری کرنے--- اور تاریخ کے
لامتناہی افق پر ننھے علی اصغر کی معصوم قربانی سے نجاتِ ملتِ بیضا کی
سطرِ عنوان لکھنے کے لئے نکلے--- اور اس شان سے نکلے کہ--- رہتی دنیا
اس کی مثال دیکھنے سے چشمِ فلک قاصر رہے گی---

آیئے اب ہم ذرا تفصیل سے دیکھیں کہ--- حضرت امام حسینؓ پر
میدانِ پیکار میں نکلنا کیونکر ناگزیر ہو گیا تھا--- اور اسباب وعوامل کی وہ
کونسی کڑیاں تھیں--- جن کے تحت حسینی جدو جہد کا مقام جواز و اباحت کے
دائرے سے نکل کر فرض و لازم کا درجہ اختیار کر چکا تھا--- اس سوال کا
جواب انتہائی اہمیت کا حامل اور پوری شرح و بسط کا متقاضی ہے--- کیونکہ
یہی وہ نکتہ ہے جس سے اس عہد کے مجموعی تناظر میں سیدنا امام حسینؓ کے
اقدام کی نوعیت اور افادیت نمایاں ہوتی ہے--- لوگوں نے اس موقع پر
مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی ہے--- لیکن ہمیں اس سوال کا جواب

Marfat.com

عرصۂ حیات کی اس تاریخ گوئی سے لینا ہے جس کا رد کرنا عہدِ حاضر کے کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں --- تو لیجئے ورق الٹئے --- اور پڑھیے اسبابِ کربلا ---

Marfat.com

۱
یزیدی بگاڑ اور اس کی ہولناکی

سانحہ کربلا کے اسباب و عوامل کو سمجھنے کے لئے اس سلسلے میں سب سے پہلی قابل غور بات یہ ہے کہ --- آیا یزید کا تختِ سلطنت پر متمکن ہونا اسلامی معاشرہ میں کسی بنیادی تغیر کی نشاندہی کر رہا تھا یا نہیں --- اور اگر واقعی یزید کی تخت نشینی سے مسلم سوسائٹی میں کوئی حقیقی اور اصولی تغیر در آیا تھا --- تو اس تغیر کی عملی نوعیت کیا تھی --- اور معاشرہ میں موجود حق کی قوتوں پر اس تغیر سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کس قسم کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی؟ --- یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب دیئے بغیر اس عہد کے تقاضوں کو پوری طرح سمجھنا --- اور سیدنا امام حسینؓ کے موقف کے ٹھیک ٹھیک شرعی حیثیت متعین کرنا ممکن نہیں ہے --- اب یہاں تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ --- تاریخ نگاروں نے معاشرتی حالات کا تجزیہ کر کے معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا تو درکنار --- سرے سے حالات کی سیاسی اور سماجی جہتوں کو باہم مربوط اور متاثر کرنے والے حقائق کو بیان کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ---

دراصل تاریخ نویسوں نے اپنا دائرہ عمل اتنا محدود کر لیا تھا کہ --- ان کی نظر میں تاریخ نویسی صرف درباری سیاست، جنگی حالات اور کشمکشِ اقتدار یا انتقالِ حکومت کی وقائع نگاری سے آگے کسی چیز کا نام نہ

Marfat.com

تھا--- حالانکہ حقیقی تاریخ کی اصل قوتیں دربارِ حکومت اور میدانِ جنگ سے نہیں--- معاشرہ کی عملی زندگی سے ابھرتی ہیں--- معاشرہ ہی اصل کارزارِ حیات ہے--- جہاں خیر و شر، حق و باطل اور سود و زیاں کے اصل فیصلے ہوتے ہیں--- سوسائٹی ہی اقدارِ حیات اور معیارِ عمل کا تعین کرتی ہے--- اور وہی ان اقدارِ زندگی کی حفاظت کا سامان فراہم کرتی ہے--- زندگی کی معاشرتی قدروں ہی سے حق کے تقاضے پھوٹتے--- اور ان تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے والی قوتیں ابھرتی ہیں--- اس لئے تاریخ نگاری کا اصل میدان معاشرہ ہے--- دربارِ حکومت نہیں--- اور ہمارا المیہ یہ ہے کہ--- ہم نے مؤخرالذکر پر نگاہ مرکوز رکھی--- اور تاریخی ارتقاء کے اصل سرچشمے سے غفلت برتی---

اس بات کا یقین نہ آئے تو مسلم تاریخ پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کر لیجئے--- آپ کو اسلام کے سماجی نظام، عوامی معیشت، طرزِ معاشرت، مذہبی اقدار اور علمی و فکری جدوجہد کا مربوط اور مسلسل بیان شاید ہی کسی تاریخ کی کتاب میں ملے--- حکمرانوں کے دربار، جنگی مراکز، کشمکش اقتدار اور محدود سیاست کی نقشہ کشی میں باریک سے باریک جزئیات کی تفصیل بھی ملے گی--- لیکن عوامی سطح پر کارفرما سماجی، علمی، مذہبی اور روحانی قوتوں کا ذکر اول تو ہوگا ہی نہیں--- اور اگر ہوا بھی تو صرف اشاروں تک محدود--- تاریخ کی کتابیں امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ ایسے جلیل القدر ائمۂ دین و شریعت--- جنید بغدادیؒ، بایزید بسطامیؒ، علی ہجویریؒ اور شیخ اجمیریؒ جیسے اکابر رہبرانِ ملت کے تذکرہ سے خالی ہیں--- گویا اسلامی معاشرہ کی تعمیر، بقاء اور تسلسل میں ان

Marfat.com

ؤں کا کوئی ہاتھ نہیں--- اور بس سارا معاشرہ اور ساری اسلامی زندگی
بارِ سیاست ہی میں پرورش پاتی رہی ہے---

یہ بات ذرا طویل ہو گئی لیکن اسے سمجھے بغیر آگے چلنا ممکن نہ
تھا--- کیونکہ عہد یزید میں معاشرتی سطح پر جو اصولی' بنیادی اور ہمہ گیر تغیر
ابھر آیا تھا--- اس کا تذکرہ تو درکنار--- تاریخ نویسوں کے ہاں
اشارے بھی خال خال ہی ملتے ہیں--- بس لے دے کے ایک ملوکیت اور
یزید کے ذاتی کردار کا معاملہ ہے جو تاریخ نے کسی قدر ابھارا ہے--- اس
بناء پر ہم سمجھتے ہیں کہ--- تاریخ کے منتشر اور بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر
کے--- پوری پوری تنقیح کے بعد--- اسے نئے انداز سے مرتب کرنا
عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت بن گئی ہے--- تاکہ تاریخ کو معاشرہ کا
آئینہ بنا دیا جائے--- اور اس کے صفحات میں اسلام کی حقیقی قوتوں اور
اصل مراکزِ ارتقاء کے خدوخال جھلکیں---

اب آیئے ہم تاریخ کے نیم وا دریچوں سے--- یزیدی
قصرِ اقتدار کے وسیع آنگن میں پھیلے ہوئے مسلم معاشرہ پر ایک نظر
ڈالیں--- اور اسلام کے فلسفۂ زندگی' نظام عمل اور معیارِ حق کے اٹل
اصولوں اور ٹھوس شواہد کی روشنی میں جائزہ لیں کہ--- یزیدی استبداد اور
اس کی قوتوں کے طرزِ عمل سے اسلامی معاشرہ میں کس بنیادی اور اصولی تغیر
کو راہ ملی جو اسلام کی حق پرست قوتوں کے لئے کسی طور قابل برداشت نہ
تھا--- لہذا اس کے خلاف میدانِ عمل میں نکلنا ضروری ہو گیا تھا---
ویسے تو یزیدی اقتدار میں ابھرنے والے اس تغیر کے بہت سے رخ ہیں
--- لیکن ہم یہاں اس کی تین اہم جہتوں پر روشنی ڈالیں گے:۔

Marfat.com

ا۔ یزید دلوں کو بنجر بنا رہا تھا

ب۔ یزید اجتماعی احتسابی قوت مٹا رہا تھا

ج۔ ظلم کا اس سے بھیانک روپ کیا ہو گا

یزیدی بگاڑ کے یہ تینوں رخ اس قدر گرے، بھیانک اور دور اس منفی اثرات لئے ہوئے تھے کہ---اگر سیدنا امام حسینؓ بروقت میدان عمل میں نہ نکلتے---اور اپنے خون کی طاقت سے یزید کی سلطنت کو مٹا کر نہ رکھ دیتے---تو یقین مانئے آج نہ جانے اسلامی تہذیب کس قدر مسخ ہو کر رہ گئی ہوتی---اب آیئے ذرا ہم ایک ایک کر کے یزیدی بگاڑ کے ان تینوں پہلوؤں کو اجاگر کریں:-

ا۔ یزید دلوں کو بنجر بنا رہا تھا

یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لیتے وقت---حضرت امیر معاویہؓ نے گورنروں کے ذریعہ رائے عامہ ہموار کرنے اور خود اکابر صحابہؓ کرام اور افرادِ اہلبیت کو آمادہ کرنے کے لئے جو کوششیں کیں---وہ اسلامی نظام حکومت میں مشاورت اور عوام کی شمولیت (Participation) کی آخری مدھم سی جھلک تھی---چنانچہ جن اکابرین نے بیعت نہیں کی، ان پر صریح جبر اور واضح سختی نہیں برتی گئی---یہ حریتِ فکر و رائے کا ادنی ترین مظہر تھا جو عہدِ ملوکیت میں میسر آیا---یزید نے تخت نشین ہوتے ہی ان پانچ، چھ حضرات سے جبراً بیعت لینے کے احکام صادر کئے---جبری بیعت کا یہ نظام---فکر و احساس کی حریت پر قدغن، سوچ اور رائے کے آزادانہ اظہار پر پابندی اور تسخیرِ ذہن و قلب کا

Marfat.com

ظالمانہ اقدام تھا---

سوال یہ ہے کہ اگر یزید کی بیعت منعقد اور حکومت قائم ہو چکی تھی--- جیسا کہ خارجیوں اور یزیدوں نے باور کرانے کی پوری کوشش کی ہے--- تو پورے عالم اسلام میں صرف پانچ یا چھ افراد کے بیعت نہ کرنے سے یزید کو پریشانی کیوں لاحق تھی--- آج دنیا کے ہر ملک میں قائم ہونے والی حکومت--- خواہ فوجی یا شاہی تسلط کی صورت ہو یا عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے--- بہرصورت ہزاروں' لاکھوں بلکہ کروڑوں افراد اس کے مخالف ہوتے ہیں--- اس کے باوجود حکومت ان سے جبراً کا اظہار لینے کی کوشش نہیں کرتی--- پھر یزید ان پانچ یا چھ افراد کے بیعت نہ کرنے سے خائف کیوں تھا--- اور حکمران بنتے ہی سب سے پہلی ترجیح ان حضرات سے جبراً بیعت لینے کے کام کو کیوں دی---

صاف ظاہر ہے کہ--- یزید جانتا تھا' ان حضرات کی شخصیت اور رائے معاشرہ میں مجھ سے زیادہ معتبر اور مقبول ہے--- اگر انہوں نے یزیدی حکومت کے خلاف آواز اٹھائی تو پوری امت ان کی ہم آواز ہو کر میرے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی--- یوں میرا تختِ اقتدار اس سیلاب میں بہہ جائے گا--- اور اموی قصرِ ملوکیت ہمیشہ کے لئے منہدم ہو جائے گا--- یزید ان چند شخصیات کو ملتِ اسلامیہ میں حریتِ فکر و رائے کے سرچشمے سمجھتا تھا--- کہ ان کی رائے تمام امت کی رائے--- ان کی فکر پورے معاشرے کی فکر--- اور ان کی پکار ساری ملت کی پکار تھی--- ان کی صدا قافلۂ ملت کے لئے آوازِ درا تھی--- ان کی ذواتِ قدسیہ مسلمانوں کی نگاہوں کا مرکز اور دلوں کا مرجع تھیں--- اس بناء پر یزید نے

Marfat.com

ان چھ حضرات کے انکارِ بیعت کو پوری امت کا انکارِ بیعت --- اا
ان کی حریتِ فکر ورائے کو پورے معاشرہ کا ترجمان سمجھا --- لہذا اا
سے جبری بیعت لینا ضروری گردانا --- کیونکہ یزیدی استبداد کا سا
حریتِ فکر ورائے پر کامل پابندی کے ساتھ ہی چل سکتا تھا ---

یزید --- نہ تو اسلامی اعمال جیسے نماز' روزہ اور انفرادی نیکی کے
کاموں پر کوئی پابندی لگا سکتا تھا --- اور نہ ہی وہ معاشرہ میں عملی فسق وفجو
کو بزورِ حکومت پھیلانے کی سکت رکھتا تھا --- یزید --- معاشرے میں
جس قسم کی تبدیلی لانا چاہتا تھا وہ فکری تبدیلی تھی --- وہ --- فکر وسوچ اور
جذبہ واحساس کے دھارے کا رخ بدلنا چاہتا تھا --- وہ --- نظریہ اور
خیال کی دنیا میں سے اسلامی حریت کو بے دخل کر دینا چاہتا تھا --- جبکہ
اسلام کی نظر میں --- سب سے بڑی خرابی' سب سے بنیادی تغیر اور تمام
برائیوں کی جڑ یہی فکر واحساس کی کجی ہے --- فکر بگڑ جائے تو سیرت وکردار
میں بگاڑ آ جاتا ہے --- کیونکہ فکر ہی زندگی کی اساس اور عمل کا سرچشمہ
ہے --- فکر ہی کردار کی بنیاد فراہم کرتا --- اور زندگی کا اسلوب متعین کرتا
ہے ---

الغرض انسان کی عملی زندگی اس کے ذہنی رویے اور سوچ وفکر کے
تابع ہوتی ہے --- ایمان کا تعلق فکر سے ہے --- اور اسلام کا تعلق عمل
سے --- جیسا کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں ایمان اور اسلام کی تعریف
سے واضح ہوتا ہے (۱) --- اب صاف ظاہر ہے کہ --- ایمان مقدم ہے
اور اعمال مؤخر --- ایمان کے بغیر عمل کی کوئی وقعت نہیں --- یہیں سے یہ
بھی واضح ہے کہ --- ایمان کی حفاظت حریتِ فکر پر موقوف ہے ---

Marfat.com

اسی لئے دین اسلام میں حریت فکر ورائے کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے--- اور اسے معاشرتی آزادی' عدل وانصاف اور قومی بقاء کا ضامن ٹھہرایا گیا ہے---

حریتِ روحِ عمل' جذبِ دروں' جانِ حیات

اسلام میں حریتِ فکر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ--- دینِ حق کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں بھی انسان کو پوری پوری آزادی دی گئی ہے---ارشاد فرمایا: لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (۲)---یعنی دین میں کوئی جبر نہیں ہے---اور فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ (۳)---یعنی جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کر لے--- ہر شخص اپنی سوچ وفکر' جذبہ و احساس اور نظریہ و خیال کے مطابق اپنا پسندیدہ مذہب اور عقیدہ اختیار کرنے کا مجاز ہے--- اور اپنے عقیدہ کے آزادانہ اظہار اور حفاظت کا پورا پورا حق رکھتا ہے--- اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ--- انسانیت کے لئے دینِ حق کے مقابلے میں---کونسی چیز سعادت ونجات کے اعتبار سے زیادہ مفید اور اہم ہو سکتی ہے--- لیکن جب عقیدہ و ایمان اور دین و مذہب کے بارے میں کامل فکری آزادی دی گئی ہے---تو پھر کسی اور معاملے میں حریتِ فکر اور جراَتِ اظہار پہ قدغن لگانے کا کیا جواز باقی رہتا ہے؟---

پھر یہ بھی یہ ہے کہ--- اسلام کا سیاسی تصور اور نظامِ حکومت از اول تا آخر سراسر شورائیت کے اصول پر قائم ہے--- جس طرح

Marfat.com

مشاورت کے بغیر امیر کا انتخاب نا قابلِ قبول ہے کہ--- حضرت عمرؓ کا معروف قول ہے: لا خلافة الا عن مشوره (۴) مشورے کے بغیر کوئی خلافت نہیں--- اسی طرح حکمران مشاورت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا--- اُس کا ہر عمل اور ہر فیصلہ اہل الرائے کے مشورہ کا پابند ہے--- قرآن حکیم میں خود رسول اللہ ﷺ کو امت کی تعلیم و تربیت کی خاطر معاشرتی، سیاسی اور عسکری معاملات میں صحابہ کرام سے مشورہ لینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا--- وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (۵)--- حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہر لحہ وحی الٰہی سے فیضیاب تھے--- اور وحی کے مقابلے میں کسی انسانی رائے کے صائب یا درست ہونے کا نہ کوئی امکان ہے--- اور نہ کسی درجہ میں اس کی ضرورت ہی باقی رہتی ہے--- اس کے باوجود--- رسالت مآب ﷺ کو مشاورت کی تلقین کا مقصد درحقیقت یہ تھا کہ--- آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے ذریعے--- اسلامی معاشرہ کے ہر معاملے میں عوام کی بھرپور مشارکت' کامل فکری حریت اور بے لاگ اظہار رائے کی آزادی کا عالمگیر اور دائمی اصول طے کر دیا جائے---

پھر مسلم سوسائٹی کے اولیں اور صالح ترین افراد کا نمونۂ کردار بیان کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں تصریح فرمادی کہ--- وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (۶)--- یعنی ان کے تمام معاملات باہمی مشاورت اور ہر ایک کے آزادانہ اظہار رائے سے انجام پاتے ہیں--- مشاورت کا لازمی تقاضا حریتِ فکر اور آزادیٔ رائے ہے--- حریت فکر و رائے کے بغیر مشورہ کا کوئی تصور ہی نہیں ابھر سکتا--- قرآن کریم کے علاوہ---

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث طیبہ میں مشاورت اور حریتِ فکر و رائے کو دینی زندگی اور سماجی نظام کے سرچشمہ کی حیثیت دی گئی ہے--- ایک حدیث پاک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا کان امراء کم خیارکم واغنیائکم سمحائکم و امورکم شوری بینکم فظھر الاض خیرلکم من بطنھا ؛ و اذا کان امراء کم شرارکم و اغنیائکم بخلائکم و امورکم الی نسائکم فبطن الارض خیرلکم من ظھرھا(۷)

یعنی جب تمہارے امیر بہترین افراد ہوں--- اغنیاء سخی ہوں--- اور تمہارے معاملات مشورے سے طے پا رہے ہوں--- تو زمین کی پشت (سطحِ ظاہر) تمہارے لئے زمین کے بطن (قبر) سے اچھی ہے--- اور جب تمہارے امراء' بدترین افراد ہوں--- اغنیاء بخیل ہوں--- اور معاملات عورتوں کے ہاتھ میں ہوں--- تو زمین کا بطن (قبر) تمہارے لئے زمین کی پشت سے بہتر ہے---

اسلامی نظام میں مشاورت کی اتنی زیادہ تاکید اسی لئے کی گئی ہے کہ--- یہی وہ پابندی ہے جو آمریت کی راہ روکتی اور سیاسی زندگی میں جمہوریت کی روح پھونکتی ہے--- اسی سے معاشرہ دینی اصولوں پر قائم رہتا اور قومی یک جہتی کو فروغ ملتا ہے--- اسی سے حریتِ فکر و رائے کو استحکام ملتا اور ہر معاملے میں باہمی مشارکت اور اعتماد کی فضا پروان چڑھتی

Marfat.com

ہے---

صحابہؓ کرام کی عملی زندگی اور بالخصوص خلفائے راشدین کے طرزِ عمل پر ایک نظر ڈالنے سے --- حریتِ فکر و آزادیٔ اظہار کی اہمیت اس درجہ آشکار ہوتی ہے کہ --- ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ان کے نزدیک --- اسلام کی سیاسی و اجتماعی زندگی کا اس سے بڑا اصول اور کوئی نہیں تھا --- خلفائے راشدین ہر وقت اپنے عوام کی دسترس میں تھے --- ہر شخص کو انہیں ٹوکنے' ان پر تنقید کرنے اور محاسبہ کرنے کی پوری پوری آزادی تھی --- اور اس آزادی کے استعمال کی وہ نہ صرف حوصلہ افزائی کرتے --- بلکہ اس کا اظہار لازمی سمجھتے تھے' جیسا کہ آگے اجتماعی احتساب قوت کے بیان میں عملی شواہد سے واضح ہو گا --- الغرض خلافت راشدہ میں ذہن و ضمیر آزاد' تنقید و احتساب کا حق محفوظ اور اصلاح کا جذبہ بیدار تھا ---

اس کے لہو سے زندہ ہے انسان کا ضمیر

یزید کی نامزدگی ہی اسلام کے طریقِ انتخاب اور اصولِ مشاورت کے بالکل خلاف تھی --- پھر اس کی تربیت اور ساخت و پرداخت شروع سے آخر تک ملوکیت کے ماحول میں ہوئی تھی کہ --- حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ گورنری ہی سے شاہانہ روش اختیار کر لی تھی --- جس پر ایک بار حضرت عمرؓ نے انہیں ٹوکا بھی تھا --- اس طرح یزید جس کا ذہن و دماغ ملوکیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا --- چنانچہ جب وہ تختِ اقتدار پر متمکن ہوا تو سب سے پہلی کوشش اس نے یہ کی --- کہ مسلم معاشرہ میں

Marfat.com

حریتِ فکر و اظہار کو بالکل مٹا کر رکھدے --- سیدنا امام حسینؓ اور دیگر بیعت نہ کرنے والے حضرات پر سختی کرنے اور جبری بیعت لینے کا اِس کے سوا اور کیا مدعا تھا کہ --- پوری سوسائٹی میں کوئی ایک شخص بھی یزیدی استبداد کے خلاف سوچنے اور رائے رکھنے والا باقی نہ رہے --- کسی کو یزیدی فسق و فجور پر تنقید کرنے اور محاسبہ کرنے کا حق نہ رہے --- وہ ضمیروں پر قفل چڑھا دینا اور زبانیں گنگ کر دینا چاہتا تھا --- ملوکیت کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے --- یزیدی اقتدار کا سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بنیادی تغیر یہی تھا کہ --- وہ پوری سوسائٹی کو منجمد کر دینا چاہتا تھا ---

اور واقعہ یہ ہے کہ --- وہ ذہن و فکر کو ویران اور جذبہ و احساس کو سرد کر دینے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گیا تھا --- لوگوں نے حکومت کے جواز و عدمِ جواز پر سوچنا ترک کر دیا تھا --- یزیدی فسق و فجور کو عام طور پر برداشت کیا جا رہا تھا --- معاشرہ میں بدی کی قوتیں فروغ پا رہی تھیں --- فتنے پروان چڑھ رہے تھے --- ظلم و بربریت کے مظاہر عام ہو رہے تھے --- لیکن لوگ سہمے ہوئے اور سمٹے ہوئے تھے --- عوامی زندگی کے سب دھارے ہوا کے رخ پر بہہ رہے تھے --- حکومت اور نظامِ حکومت کے ساتھ سازگاری کا جذبہ عام تھا --- اسی لئے تو اہل کوفہ نے حضرت مسلم بن عقیل اور سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ کھلی بے وفائی کی --- لیکن یزید اور ابن زیاد کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے --- یزیدی فوج کے سالار اور سپاہی مدینہ منورہ کی حرمت و تقدس کو تار تار کر دینے کے لئے تیار ہو گئے --- کعبۃ اللہ پر سنگباری کرنے سے باز نہ آئے --- لیکن یزیدی استبداد کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکال

Marfat.com

سکے---

قارئین محترم! ذرا سوچئے تو سہی کہ--- رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ذہن و ضمیر جس نہج پر ڈھالے تھے--- ان کے اندر ایمانی غیرت' باہمی محبت اور ظلم و استبداد سے نفرت کے جو جذبات ابھارے تھے--- کیا یزیدی طاغوت کے دائرے میں اس کی کوئی جھلک' کوئی رمق باقی نظر آتی ہے--- کیا محبوب خدا ﷺ کی ذات گرامی--- اس طرح کے بے حمیت' مردہ ضمیر' ظالم' بدطینت' اور دغا باز لوگوں کو اپنے دین کے مقدس حلقے میں گوارا فرما سکتی ہے--- کیا ان لوگوں کو اسلام کی پاکیزہ اقدار کے ساتھ کوئی سروکار تھا--- کیا ایسے ہی لوگ اسلامی خلافت کو چلانے کے لئے درکار تھے---نہیں' ہرگز نہیں--- بلکہ یہ لوگ تو اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتے تھے--- پس یہ وہ بنیادی تبدیلی اور اصولی تغیر تھا جو یزیدی تسلط نے مسلم سوسائٹی کے اندر پیدا کر دیا تھا--- اس نے یقین و ایمان کی قوت مٹا دی--- دینی حمیت و غیرت کو ختم کر دیا--- سوز و گداز اور عشق و وجدان کی پاکیزہ کیفیات کو تباہ کر دیا---فکر و رائے کی حریت پر قدغن لگا دی--- جذبات و احساسات کو فنا کر دیا--- الغرض اسلامی زندگی کی تمام تر حرکت' فعالیت' اور اثر آفرینی کو مٹا کر رکھ دیا--- بقول اقبال ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت

حریت را زہر اندر کام ریخت

قارئین محترم! ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے--- کیا ذہن و ضمیر' فکر و وجدان اور جذبہ و احساس کی دنیا میں در آنے والی یہ منفی تبدیلی ایسی

Marfat.com

نہیں تھی جو---اسلامی تشخص کے خاتمہ اور امت مسلمہ کے زوال و انحطاط کا سبب بنتی---کیا یزیدی طاغوت کے اقدامات اسلامی زندگی کی جڑ پر کلہاڑا چلانے کے مترادف نہ تھے---کیا اس سے بڑھکر بھی کسی غیر اسلامی رجحان، فسق و فجور اور ظلم و عصیان کا کوئی تصور کیا جا سکتا ہے---جب ذہن بنجر، دل تاریک، ضمیر مردہ، تخلیقی فکر ختم، ایمان مضمحل، ظلم و بربریت روا اور دینی حمیت فنا ہو جائے---تو اس کے بعد امتِ مسلمہ کی موت اور اسلام کی تباہی کا کونسا سامان باقی بچ جاتا ہے؟---

کیا اس سب کو اطمینان سے برداشت کر لینا خانوادۂ نبوت کے لئے ممکن تھا---کیا آغوش مصطفیٰ ﷺ میں پروان چڑھنے والے حسینؓ ---جنہوں نے اپنی آنکھوں سے صدیقی، فاروقی، عثمانی اور علوی و حسنی ادوار میں اسلام کی پاکیزگی، تقدس، حرکت اور فعالیت کا مشاہدہ کیا تھا---جن کے رگ و ریشہ میں ایمان کی حرارت موجزن تھی---جن کا وجود ''آیت مباہلہ'' کے مصداق قیامت تک دین اسلام کی صداقت و حقانیت کی شہادت ہے---اس بنیادی اور ہمہ گیر تبدیلی کو خاموشی سے قبول کر سکتے تھے---کیا اپنے نانا جان کے دین کو اس طرح ناپاک یزیدی ہاتھوں سے مٹتا ہوا دیکھ سکتے تھے---ہرگز نہیں---

پس یہ وہ سبب تھا جس نے---سیدنا امام حسینؓ کو تن تنہا میدان جہاد میں نکلنے پر مجبور کر دیا---انہوں نے---بنجر ذہنوں کو شاداب کرنے، مردہ دلوں کو زندگی بخشنے، خفتہ ضمیروں کو بیدار کرنے، اور رائے عامہ کو فعال بنانے کا تہیہ کر لیا---وہ---انسانوں کو حریتِ فکر و سوچ، آزادیٔ رائے، جرأت اظہار، یقین و ایمان اور ولولہ و شوق سے سرشار

Marfat.com

کرنے کے لئے میدانِ عمل میں نکل آئے---اور تاریخ شاہد ہے کہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہے--- انہوں نے اپنا خون دے کر---قیامت تک آنے والی نسل انسانی کو فکری حریت' ایمانی غیرت اور جذبۂ جہاد سے بہرہ ور کر دیا---

خلد در داماں ہے تجھ سے جلوہ گاہِ حریت
ہے جبیں تیری چراغِ شاہراہِ حریت

ب- یزید اجتماعی احتسابی قوت مٹا رہا تھا

حریت فکر و اظہار پر پابندی عائد کر کے یزید دراصل امتِ مسلمہ کی اجتماعی احتسابی قوت کو ختم کر دینا چاہتا تھا---کیونکہ اس قوت کی موجودگی میں اس کے فسق و فجور' ظلم و استبداد اور ملوکیت و اقتدار کو ہرگز استحکام نہیں مل سکتا تھا--- وہ چاہتا تھا کہ---سوسائٹی میں کوئی شخص اس کو ٹوکنے والا' اس پر تنقید کرنے والا اور اس کا محاسبہ کرنے والا باقی نہ رہے---تاکہ وہ جو چاہے کرے--- اسے معلوم تھا کہ--- جب تک معاشرہ میں تنقید و احتساب کا جذبہ موجود رہے گا--- ملوکیت پروان نہیں چڑھ سکتی--- ملوکیت ہمیشہ سے قوم کے جذبۂ احتساب کی دشمن رہی ہے---ملوکیت نام ہی اس طرزِ حکومت کا ہے جس میں کوئی شخص بادشاہ کے کردار' اعمال اور فیصلوں کا محاسبہ نہیں کر سکتا--- جبکہ اسلام کی رو سے---حکومت تو ایک طرف خود معاشرہ' ملت اور مذہب کا وجود اسی اجتماعی احتسابی قوت کے ساتھ وابستہ ہے---

اسلام کے نزدیک امت مسلمہ کا اجتماعی وجود اور دین حق کی بقاء

Marfat.com

''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کے ملی احتسابی نظام پر موقوف ہے--- یہی کارِ نبوت ہے جو اس امت کو سونپا گیا ہے--- اور اسی پر دنیاوی سعادت اور اخروی نجات کا انحصار ہے--- معاشرہ میں ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' ہی کے ذریعہ مذہب و اخلاق کی پاکیزہ قدریں پھیلتی--- اور شر و فساد کی قوتیں سمٹتی ہیں--- اسی سے اذہان وقلوب میں نیکی کا احساس پرورش پاتا--- اور بدی کے جذبات سرد پڑتے ہیں--- اسی سے امن و انصاف کی راہیں کشادہ ہوتی--- اور فتنوں کے دروازے بند ہوتے ہیں--- اسی لئے امت مسلمہ کا امتیازی تشخص اور عالمی پہچان ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' بیان کی گئی ہے:---

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۸)

یعنی تم دنیا کی بہترین امت ہو جو انسانوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے---تمہارا کام یہ ہے کہ نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے باز رکھتے ہو---

بناء بریں امت مسلمہ پر لازم ہے کہ--- اپنے داخلی وجود اور قومی دائرے کے اندر ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا مستقل اہتمام کرے--- معاشرہ کی پست ترین سطح سے لے کر اعلیٰ ترین درجے تک--- انفرادی اور اجتماعی محاسبہ کا دوگونہ' مربوط اور فعال نظام قائم ہو---ارشادِ خداوندی:

''وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ يَامُرُوْنَ

Marfat.com

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ،، (۹)---

کے مصداق امت میں ایک خاص گروہ مستقل ادارۂ احتساب کے طور پر تو ہر حال میں کام کرتا رہے---لیکن اجتماعی محاسبہ صرف اس ادارے کا کام نہیں--- ہر فردِ ملت کی دینی ذمہ داری ہے---اسلام چاہتا ہے کہ--- ملت کا ہر فرد' دوسرے افراد اور حکمرانوں کو نیکی پر قائم رکھنے اور برائی سے روکنے کا ذمہ دار بن جائے---ہر شخص پوری امت کا محتسب ہو--- ہر انسان ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کا مجسم پیکر ہو---مسلمانوں کے باہمی تعلقات' رشتے ناطے اور ربط وضبط کے سب حوالے اسی کام سے وابستہ ہوں--- کہ از روئے قرآن یہی کام ان کی دوستی کی بنیاد' خیر خواہی کی حقیقت' خدمت و ہمدردی کی روح اور سعادت ونجات کا ضامن ہے---فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۰)

یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں--- ان سب کا یہی کام ہے کہ--- وہ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں---

نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے:--- ''جو شخص کوئی برائی کا کام ہوتا دیکھے---تو چاہیے کہ ہاتھ سے اسے مٹانے کی کوشش کرے---اگر اس کی طاقت نہ ہو---تو زبان سے منع کرے

Marfat.com

---اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے بُرا جانے---اور یہ ایمان کا ادنیٰ ترین درجہ ہے"(۱۱)---

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ--- ایمان دراصل جذبۂ احتساب کا نام ہے--- یہ جذبہ جتنا قوی ہوگا ایمان بھی اتنا ہی مضبوط ہوگا--- اور جوں جوں افرادِ قوم میں جذبۂ احتساب کم ہوتا جائے گا--- توں توں انکا ایمان کمزور ہوتا چلا جائے گا--- تا آنکہ برائی کے خلاف دل سے نفرت مٹ جائے تو ایمان بھی ختم ہو جائے گا--- اسی لئے ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ---"یہ امت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اس میں "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کام ہوتا رہے گا"---

ملت کی زندگی کا نکھار اسی احتساب میں ہے

ویسے تو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" معاشرے کی ہر سطح اور ہر دائرے میں ہونا چاہیے---لیکن حکمران طبقہ کی اصلاح ونگرانی اور تنقید واحتساب کا کام سب سے زیادہ ضروری ہے--- اس لئے کہ حکومت ہی معاشرہ کی تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے--- پوری سوسائٹی حکومت کے تابع ہوتی ہے---عوام اپنے حکمرانوں کے طرزِ زندگی پر چلتے ہیں جیسا کہ عربی کا معروف مقولہ ہے:---

الناس علی دین ملوکھم

یعنی لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

پس اگر حکومت بگڑ جائے تو پورا ماحول بگڑ جاتا ہے---حکمران بے دین ہو تو سوسائٹی دیندار نہیں رہ سکتی --- یہ انسانی تاریخ کا فیصلہ ہے--- حقائق اسکی شہادت دیتے اور واقعات اسکی تصدیق کرتے ہیں--- یہی وجہ ہے کہ--- نبی کریم ﷺ نے حکومت کو اسلام کا نگہبان قرار دیا ہے---اور حکمرانوں کے بگاڑ کو ملت کے لئے ہلاکت انگیز ٹھہرایا ہے--- جیسا کہ پیچھے بیان کردہ حدیث پاک کے الفاظ میں ہے:

اذا کان امراء کم شرارکم فبطن الارض خیر لکم من ظهرها (۱۲)

یعنی بُرے حکمران تم پر مسلط ہو جائیں تو تمھارے لئے قبر، زندگی سے بہتر ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ--- پوری امت کے دین وایمان کی حفاظت، حکومت کی صلاح وہدایت پر موقوف ہے---حکمران بگڑ جائیں---تو رعایا کے لئے زندہ رہتے ہوئے ایمان بچانا بہت مشکل ہوتا ہے---اس صورت میں ان کے لئے قبر ہی حفاظتِ ایمان کی بہترین پناگاہ بچتی ہے--- بناء بریں حکمرانوں کو نیکی پر گامزن رکھنا اور برائی سے روکنا پوری امت کا اجتماعی فریضہ ہے---افرادِ امت اگر اپنے دین وایمان کی سلامتی چاہتے ہیں--- تو حکمرانوں کا احتساب ضروری ہے--- اسی لئے جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ''افضل الجہاد'' قرار پایا ہے--- یہی ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی اعلیٰ ترین صورت اور اہم ترین موقع ہے---حکمرانوں کے احتساب ہی میں امت کی بقاء اور دین کی حفاظت پنہاں ہے--- یہ احتسابی قوت ختم ہو جائے تو دین تباہ، ملت فنا اور سوسائٹی

Marfat.com

''رزقِ ہوا'' ہو جاتی ہے---

خلافت راشدہ نبوت کا آئینہ ہے--- اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ--- خلفائے راشدین نے اپنے ادوارِ حکومت میں ہمیشہ سب سے زیادہ توجہ اِسی دینی احتساب کے کام پر مرکوز رکھی---عوام کی اصلاح کے لئے عدالتیں، محتسب اور حکومت سرگرمِ عمل تھی---اور قوتِ حاکمہ کا احتساب ہر فردِ ملت کا بنیادی حق ہی نہیں، اہم ترین دینی فرض متصور ہوتا تھا---خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی اپنے پہلے خطبے میں ارشاد فرمایا:

إن احسنتُ فاعينونى وإن زغت فقومونى (۱۴)

یعنی اگر میں قرآن وسنت کی راہ پر سیدھا چلتا رہوں تو میری مدد کرنا--- اور اگر مجھ میں ذرا سی کجی یا انحراف پاؤ تو مجھے درست کر دینا---

حضرت عمرؓ خطاب کے دور میں عوام کا جذبۂ احتساب اس قدر متحرک اور فعال تھا کہ--- ایک عام آدمی راہ چلتے یا بھری مجلس میں برسرِ منبر جہاں چاہتا آپ کا مؤاخذہ کر سکتا تھا--- اور آپ اس روحِ احتساب کو بیدار رکھنے کے لئے ہمیشہ تنقید پر پوری توجہ دیتے اور شکایت کا فوری ازالے کرتے---اپنے جسم کی دو چادروں کا حساب بھری مجلس میں دیا---ایک بوڑھی خاتون کے اعتراض پر تحدیدِ مہر کا فیصلہ کھلے اجلاس میں واپس لیا--- ایک دفعہ آپ نے بھرے مجمع میں لوگوں سے پوچھا:--- ''اگر میں معاملات میں ڈھیل اختیار کر لوں تو تم کیا کرو گے''؟---

Marfat.com

حضرت بشر بن سعدؓ نے کہا: ---"ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے"--- اس پر حضرت عمرؓ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ--- قوم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر میں غلط چلوں تو وہ مجھے راہِ راست پر لے آئیں گے--- حضرت عثمان غنیؓ کو سخت ترین تنقید و احتساب کا سامنا کرنا پڑا--- لیکن آپ نے مخالفین کو طاقت سے کچلنے یا ان کی زبان بند کرنے کے مقابلے میں--- اپنی جان قربان کرنے کو ترجیح دی--- حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں تنقید و احتساب کی بھرپور حوصلہ افزائی کی--- خوارج اور مخالفین کی انتہائی بدزبانیوں کو بڑے ٹھنڈے دل سے برداشت کیا--- اور اسی روحِ احتساب کو روشنی کے بلند مینار کی طرح قائم رکھا---

یہ تو خلافت راشدہ کا پاکیزہ اور مقدس ترین دور تھا--- خود یزید کے والد حضرت امیر معاویہؓ بھی امت کی اس اجتماعی احتسابی قوت کی اہمیت سے آگاہ تھے--- اور اپنے طبعی حلم و بردباری اور نبوی تربیت کے زیر اثر اپنے دورِ حکومت میں عوام کی تنقید و احتساب کو برداشت کرتے تھے--- بلکہ ایک بار آپ نے اپنے طرزِ عمل کے ذریعے احتساب و تنقید کی اہمیت کو پوری طرح اجاگر کر دیا--- جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے آپ نے کہا:

> "بیت المال کا اثاثہ اور مال فیئ ہمارا مال ہے جس شخص سے چاہیں ہم اس مال کو روک لیں"

آپ کی اس بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا--- دوسرے جمعہ میں بھی آپ نے اسی طرح کہا لیکن کسی نے تنقید نہ کی--- تیسرے جمعہ

Marfat.com

آپ نے پھر وہی بات دہرائی تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور تنقید کرتے ہوئے بولا: ---

''امیر المؤمنین بات اس طرح نہیں ہے --- بلکہ بیت
المال اور فیئے کا مال ہم سب کا ہے --- اور جو شخص اس
بارہ میں ہمارے درمیان حائل ہو گا --- ہم اپنی
تلواروں سے اس شخص کا فیصلہ کر دیں گے''

حضرت معاویہؓ نے تحمل و بردباری سے اس کی تنقید سنی --- جمعہ کے بعد اسے قصرِ خلافت میں بلایا --- لوگوں نے سوچا کہ اس پر سختی ہو گی --- لیکن جب لوگ قصر خلافت پہنچے تو اس شخص کو نہایت عزت کے ساتھ امیر معاویہؓ کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا --- آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے گویا مجھے زندہ کر دیا' اللہ تعالی اس کو عمر دراز عطا فرمائے''۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''عنقریب میرے بعد ایسے امراء ہونگے کہ جو کچھ وہ
کہیں گے اسکا کوئی رد نہیں کر سکے گا وہ سب جہنم میں
گریں گے''۔

میں نے دو جمعوں میں ایک غلط بات کہی --- کسی نے میرا رد نہ کیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کا اس حدیث پاک میں ذکر آیا ہے لیکن تیسرے جمعہ کو میں نے پھر وہی بات کہی تو اس شخص نے کھڑے ہو کر میرا مؤاخذہ کیا اور صحیح بات بیان کی تو گویا اس نے مجھے زندہ کر دیا (۱۴)

اس واقعہ سے دو باتیں صاف طور پر ظاہر ہوتی ہیں --- ایک یہ کہ حضرت امیر معاویہؓ امت کی اجتماعی احتسابی قوت اور حکمرانوں کے

Marfat.com

لئے اس تنقید اور مؤاخذہ کو کس قدر ضروری اور اہم سمجھتے تھے --- دوسرے یہ کہ آپ کے دور میں یہ قوت انتہائی کمزور ہو گئی تھی --- کہاں وہ حضرت عمرؓ کو قدم قدم پر برملا ٹوکنے والے عام لوگ --- اور کہاں یہ کہ --- تین ہفتوں تک ایک انتہائی غلط بات سننے والے مجمع عام میں صرف ایک ہی شخص جذبۂ احتساب کا اظہار کر پایا --- بہرحال حضرت معاویہؓ نے اس کو بھی بہت غنیمت جانا --- اور اسے اپنے ایمان اور نجات کے لئے ضروری سمجھا --- لیکن آپ کے بعد آپ کے ولی عہد یزید نے تخت نشیں ہوتے ہی امت کے اس رہے سہے جذبہ تنقید و احتساب کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دینا چاہا ---

•

اس کے لہو سے چہرۂ ایماں نکھر گیا

یزید کو معلوم تھا کہ اس کی حکومت کسی بھی طرح اسلام کے سیاسی تصور اور دینی نظام سے میل نہیں کھاتی --- لہٰذا اسے قدم قدم پر شدید تنقید اور محاسبہ کا سامنا کرنا پڑے گا --- پھر وہ کوئی منجھا ہوا' بزرگ اور شائستہ انسان نہیں تھا --- بلکہ ایک تعیش پسند' آوارہ مزاج' جوشیلا نوجوان تھا --- فراست و تدبر' تحمل و بردباری اور دور اندیشی و معاملہ فہمی جو عمر' تجربہ اور تربیت سے میسر آتی ہے یزید اس سے عاری تھا --- اس کے مقابلے میں اکابر صحابہؓ ' اہلبیت اطہار اور بزرگ تابعین موجود تھے جو اسلام کے مزاج' خلافت راشدہ کے طرزِ عمل اور دینی ذہن و ذوق سے پوری طرح آشنا تھے --- جو اس کے اللوں تللوں کو ہرگز برداشت نہ کرتے --- اس لئے یزید نے ''گربہ کشتن روز اول'' کے مصداق ---

Marfat.com

تختِ اقتدار پر مسلط ہوتے ہی سب سے پہلے قوم کے اجتماعی ضمیر اور جذبۂ احتساب کو فنا کر دینے کی ٹھان لی --- اس نے سوچا کہ بیعت سے انکار کرنے والوں اور مخالفت کرنے والوں کو تہہ تیغ کر کے وہ ملت کے بقیہ افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کر دے گا --- اور یوں ہر قسم کی تنقید اور مؤاخذہ سے بے نیاز ہو جائے گا ---

تنقید برداشت نہ کرنا یزید کے مزاج کا خاصہ بن گیا تھا --- کیونکہ اس نے ملوکیت کے انتہائی آسودہ ماحول اور مدح و ستائش کرنے والے خوشامدیوں کے جھرمٹ میں پرورش پائی تھی --- یوں تو یزید کی ذاتی زندگی اس طرح کے سینکڑوں واقعات سے بھری پڑی ہے --- لیکن اس کی ذہنیت کا اندازہ ان چند بڑے بڑے واقعات ہی سے لگایا جا سکتا ہے --- حضرت معاویہؓ کی وصیت کے باوجود اس کے لئے پانچ، چھ بیعت نہ کرنے والے اکابرین کا وجود پہلے دن ہی سے ناقابل برداشت بن گیا --- سانحۂ کربلا کے بعد اہلبیت کے ساتھ اپنے دربار میں جو سلوک اس نے کیا --- اور ذرا ذرا سی تنقید پر سیخ پا ہو جانا جو اس کا معمول تھا --- پھر قتلِ حسینؓ کے بھیانک جرم سے آلودہ ہو جانے کے بعد بھی اہل مدینہ و مکہ کے ترکِ بیعت کو برداشت نہ کر سکا --- اور اپنی عاقبت کو تاریک سے تاریک تر کرنے پر اتر آیا ---

اسی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ --- یزید اپنے دور میں ملت کی اجتماعی احتسابی قوت کو کس بے دردی سے تباہ کرنے پر تُلا ہوا تھا --- یہ تو اُس کی بدقسمتی اور امت کی خوش نصیبی تھی کہ --- سیدنا حسینؓ ملت کی حیات اجتماعی میں ابھرنے والے اس شدید تغیر اور بھیانک تبدیلی کو بروقت

Marfat.com

محسوس کر کے --- اس کا تدارک کرنے کے لئے میدان عمل میں نکلے اور ریگزارِ کربلا میں اپنے قیمتی خون کا نذرانہ دے کر --- افرادِ امت کے خوابیدہ ضمیروں کو بیدار اور مردہ دلوں کو حیاتِ نو سے ہمکنار کر دیا --- شہادتِ حسینؓ نے عوام کی اجتماعی بے حسی کو شعور و احساس کی کروٹ دی --- فکر و سوچ کے منجمد سرچشموں کو تخلیقی فعالیت عطا کی --- دوں ہمتی کو عزمِ جواں بخشا --- اور یاس و قنوط کی گرد میں ڈوبے ہوئے جذبوں کو --- حرکت و انقلاب کی لہروں میں بدل دیا --- غرض آپ کی عظیم قربانی نے --- امتِ مسلمہ کو از سرِ نو زندہ اور اسلام کو ہمیشہ کے لئے تابندہ کر دیا --- ؎

رخسارِ حق کا غازہ، تمہارا لہو ہوا
تم سرخرو ہوئے تو یہ دیں سرخرو ہوا
بجھتی ہوئی سی شمع کو تابندگی ملی
ملت کو تیرے دم سے نئی زندگی ملی

ج۔ ظلم کا اس سے بھیانک روپ کیا ہوگا

یزیدی عہد کی تیسری بنیادی خرابی عدل و انصاف کا فقدان اور ظلم و استبداد کے رجحانات کا فروغ تھا --- ایک طرف یزید کا ذاتی فسق و فجور، بے حیائی، تعیش پسندی اور آوارگی --- جو اسے مسلمانوں پر حکومت کرنے کے لئے بالکل نااہل ثابت کرنے کو کافی ہے --- بلکہ حکومت پر مسلط ہو جانے کے بعد اسے معزول کرنے کی جدوجہد کا شرعی جواز ہے --- اور دوسری طرف --- ظلم و ناانصافی، فتنہ و فساد اور انتشار و بد

Marfat.com

امتی کو اس کے حکمران بنتے ہی جس قدر فروغ ملا --- وہ یزید کی نا اہلی اور بدکرداری کا منہ بولتا ثبوت ہے ---

اسلام کی رو سے حکومت کا اولیں مقصد معاشرہ میں ہر سطح پر عدل وانصاف کو برپا کرنا ہے --- بلکہ زیادہ واضح الفاظ میں حکومت نام ہی عدل وانصاف کو قائم کرنے والے ادارے کا ہے --- ظلم و ناانصافی کے بل بوتے پر قائم ہونے والی اور فتنہ وفساد کو جنم دینے والی حکومت --- اسلامی تو درکنار' --- سرے سے انسانی حکومت ہی کہلانے کی مستحق نہیں ہے --- کیونکہ عدل وانصاف تو ابتدائے انسانیت سے لے کر آج تک ہر قوم و مذہب میں معاشرہ کا بنیادی اصول اور حکومت کا اولیں مقصد رہا ہے --- اسی لئے ارسطو نے کہا ہے: --- ''العدل قوام الملک'' --- یعنی عدل حکومت ومملکت کا ستون ہے --- قرآن کریم کی رو سے عدل وانصاف نہ صرف انسانی زندگی اور نظامِ حکومت کا بنیادی اصول ہے --- بلکہ یہی وہ کائناتی حقیقت اور عالمگیر صداقت ہے جس پر آسمان سے زمین تک پھیلا ہوا دنیا کا سارا کارخانہ قائم ہے --- اگر یہ ختم ہو جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے --- یہی وجہ ہے کہ --- عدل وانصاف کا قیام جملہ آسمانی شریعتوں کا نصب العین اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصود رہا ہے' جیسا کہ فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (۱۵)

یعنی ہم نے انبیاء کرام کو واضح نشانیاں اور کتاب ومیزان دے کر بھیجا تا کہ لوگ عدل وانصاف قائم

Marfat.com

کریں۔

اس سے ظاہر ہے کہ بعثت و رسالت کا مقصود قیامِ عدل و انصاف ہے--- اور یہی اسلامی شریعت کی غایت الغایات ہے--- اب چونکہ اسلام میں حکومت و خلافت رسول اللہ ﷺ کی وراثت و جانشینی کا نام ہے--- اس لئے حکومتِ اسلامیہ کا اولین فریضہ عدل و انصاف کا فروغ اور ظلم و ناانصافی کا استیصال ٹھہرتا ہے--- قرآن حکیم میں ریاستی اقتدار کے مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے جتنے بھی الفاظ وارد ہوئے ہیں--- ان سب میں اختیار و اقتدار سے زیادہ عدل گستری، حق پژوہی اور خدمتِ خلق کا مفہوم اور روح پائی جاتی ہے (۱۶)--- لہٰذا اسلام کی رو سے جائز اور قابلِ قبول حکومت وہی ہے جو معاشرہ میں ہر اعتبار سے عدل و انصاف قائم کرے--- فتنہ و فساد مٹائے اور ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کرے--- حضرت علی مرتضیٰؓ نے حکومت کے قائم ہونے، باقی رہنے اور ترقی کرنے کو از اول تا آخر عدل و انصاف پر موقوف ٹھہراتے ہوئے یہ تاریخ ساز فقرہ کہا ہے :

الملک یبقی مع الکفر و لا یبقی مع الظلم

یعنی کفر پر مبنی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے مگر ظلم و ناانصافی کے ساتھ حکومت ہرگز باقی نہیں رہ سکتی۔

حضرت علیؓ کے اس ارشادِ حقیقت بنیاد کی تصدیق یزید کی ظالمانہ حکومت کے انجام سے بخوبی ہو جاتی ہے--- اس بدبخت آدمی نے تختِ سلطنت پر بیٹھتے ہی فرعونیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خانوادۂ رسول ﷺ کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا--- حرمِ رسول ﷺ کے معصوم اور پاکباز انسانوں

Marfat.com

پر وہ مظالم توڑے کہ چنگیزیت بھی شرما جائے--- کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھنے والوں نے' جن کے ذمہ اس کی پاسبانی تھی'--- کعبۃ اللہ پر سنگباری کر کے ابرہہ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا--- یزید کے ظلم و استبداد کا عفریت جب کعبۃ اللہ پر بھی چڑھ دوڑا تو غضبِ الٰہی نے اس ظالم کی گردن توڑ دی--- اور یوں محاصرۂ مکہ مکرمہ کے دوران یزیدی طاغوت اپنے بھیانک انجام کو پہنچا---

عصر حاضر کے خارجی اور یزیدی گروہ اپنے سالارِ کارواں کو امیر المؤمنین اور صالح و پاکباز ثابت کرنے کی تمام تر کوششوں کے باوجود--- اس کے چہرے سے ظلم و بربریت کے یہ بدنما داغ کبھی نہ دھو سکیں گے---

سوال یہ ہے کہ--- یزید اور اس کے حواریوں نے کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل' ان کے معصوم بچوں اور اہلبیت کے عقیدت مندوں--- کربلا میں خانوادۂ نبوت کی مقدس و پاکباز ہستیوں اور ان کے جاں نثاروں--- مدینہ منورہ میں حرمِ رسول ﷺ کے پاک طینت مکینوں اور عفت مآب بیبیوں پر جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے--- درندگی' وحشت و بربریت اور چنگیزیت کے جو شرمناک مظاہرے کیے--- اور کعبۃ اللہ کے انتہائی مقدس و پرامن ماحول میں فتنہ و فساد اور قتل و غارت کے جو بیج بوئے--- کیا یہ سب محض اتفاقی حادثات اور کبھی کبھار رونما ہونے والے اکا دکا واقعات تھے--- ہرگز نہیں--- بلکہ یہ سب کچھ--- یزید اور اس کے گورنروں کی ظالمانہ سرشت' فاسقانہ ذہنیت' ان کے مستقل ہمہ وقتی رویوں اور مسلسل اقدامات کا مظہر تھا---

وہ لوگ بنیادی طور پر فسق و فجور کے دلدادہ' ظلم و بربریت کے مجسمے

Marfat.com

اور وحشت و درندگی کے پیکر تھے --- وہ پورے معاشرے پر ظلم و ناانصافی کو مسلط کر دینا چاہتے تھے --- عدل و انصاف کا تصور بھی ان کے لئے اجنبی ہو کر رہ گیا تھا --- شرافت و شائستگی کی ہوا بھی انہیں چھو کر نہ گذری تھی --- خاندانِ نبوت کو تہہ تیغ کرنے والوں' حرمِ رسول ﷺ کو تاراج کرنے والوں اور بیت اللہ پر سنگباری کرنے والوں کا بس چلتا --- تو شاید کرۂ ارض کو زیر و زبر کر کے رکھ دیتے --- جہاں تک ان کے اقتدار و اختیار کی رسائی اور قبضہ و تسلط کی حد تھی --- وہاں تک انہوں نے ظلم و جور' فسق و فجور' فتنہ و فساد اور بدامنی و انتشار کی حد کر دی --- ظلم و درندگی اور وحشت و بربریت میں جہاں تک ان کا بس چلتا تھا کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ---

اسلامی تاریخ کا بدترین کردار •

اسلام کی پوری تاریخ میں ظلم و جبر' آمریت' فتنہ انگیزی' اور حرمتوں کو پامال کرنے کا بدترین نمونہ اور مثال بن کر سامنے آنا یزید کے مقدر کی سیاہی تھی --- قدرت نے دنیا کے سامنے پوری اسلامی تاریخ کا جو بدترین کردار دکھایا --- وہ یزید ہی ہے' کوئی اور نہیں --- یزید کا عہد امتِ مسلمہ کی اجتماعی سطح پر ظلم و بربریت کا سب سے بھیانک دور ہے ---

قارئین محترم! یہ تھا یزید اور اس کی حکومت کے ظلم و استبداد کا ایک ہلکا سا پرتو --- اگر تاریخ اس کے عہد میں روزانہ پیش آنے والے جبر و تشدد اور وحشت و درندگی کے تمام واقعات سے پردہ اٹھا دے --- تو انسانیت آج بھی چیخ چیخ اٹھے --- ویسے اس ساڑھے تین سالہ عہدِ اقتدار میں ظلم و بربریت کے یہ تین انسانیت سوز مظاہرے جو ہوئے --- دنیا آج

Marfat.com

تک انہیں سے لرزہ براندام ہے---

الغرض یہ تھا وہ اصولی اور بنیادی تغیر--- وہ ہولناک بگاڑ اور فتنہ وفساد--- جو یزیدی استبداد کے زیر اثر مملکتِ اسلامیہ اور مسلم معاشرہ میں رونما ہوا--- اور جس کی صرف تین جہتوں پر یہاں روشنی ڈالی گئی---

ا۔ ایک یہ کہ--- ریاستی دہشت گردی کی انتہا ہو گئی--- عدل وانصاف، ظلم وجور میں بدل گیا---' امن وامان کی نعمت چھن گئی --- اور فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے---

۲۔ دوسرے یہ کہ---حریتِ فکر واظہار پر قدغن لگ گئی---' ذہن وضمیر پر تالے پڑ گئے--- جذبہ واحساس کے سوتے خشک ہو گئے--- اور حرکت وانقلاب کی لہریں منجمد ہوگئیں---

۳۔ تیسرے یہ کہ--- معاشرہ میں سے اجتماعی احتسابی قوت ختم ہوگئی---' دل مردہ، ضمیر خفتہ اور روح پژمردہ ہوگئی---قوتِ ایمانی فنا اور غیرتِ دینی تباہ ہوگئی---شرافت کے قلعے مسمار ہو گئے--- اور شرم وحیا سر پیٹ کر رہ گئی---فسق وفجور عام وتیرہ اور قتل وغارت شیوہ بن گیا---

غرضیکہ زندگی تباہیوں کی راہ پر چل پڑی--- امت مسلمہ زوال وانحطاط کی تاریک وادیوں میں اترنے لگی---اسلام کی نبضیں ڈوبتی اور یقین وایمان کی شمعیں بجھتی ہوئی محسوس ہونے لگیں---

یہ صورتحال اہلِ حق کے لئے ناقابل برداشت تھی---لیکن دعوت وعزیمت کی راہ پر جادہ پیمائی کا آغاز اور دوسروں کے لئے نشانِ راہ بنانے

Marfat.com

کی سعادت جس عظیم ہستی کا مقدر تھی --- وہ ہیں --- سبط رسول ﷺ، دلبند مرتضیٰؓ پور بتولؓ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ --- آپ نے یزیدی طاغوت کے ہاتھوں عظمتِ اسلام کا قلعہ مسمار ہوتے دیکھا --- اور غیرتِ ایمانی کا سورج ڈوبتے پایا --- تو اپنی اور اپنی اولاد کی رگوں میں دوڑتا خونِ نبوت لے کر لپکے --- اور ریگزارِ کربلا میں بہتر (۷۲) سروں کی فصل بو کر اسلام کی عظمت وحقانیت کا فلک رس مینار تعمیر کر گئے ---

حرمتِ دیں کے لئے خونِ پیمبر ﷺ بو کر
اُس نے تپتے ہوئے صحراؤں کو گلزار کیا
یونہی اسلام کے پیکر میں مضبوطی نہیں آئی
بڑی انمول جانیں دی ہیں اولادِ پیمبر ﷺ نے

۲
شہادتِ حق کا فریضہ میدان میں لے آیا

یزید کی حکومت دین' سماج اور تاریخ کے کسی بھی زاویے سے پائیدار بنیادوں پر قائم نہ تھی --- اسلام کے سیاسی تصور' دینی نظام اور اخلاقی اصولوں میں اس کے لئے کوئی سندِ جواز موجود نہ تھی --- منہاجِ نبوت' خلافتِ راشدہ اور سیاستِ عادلہ کسی بھی رو سے یزید کا اقتدار درست نہیں تھا --- اسے اس بات کا پورا پورا احساس تھا کہ --- میری حکومت کی حیثیت بہتے پانی کی لہروں پر اٹھائی گئی عمارت یا ساحلِ سمندر پر بنائے گئے

Marfat.com

ریت کے گھروندے سے زیادہ نہیں ہے--- وہ تخت نشیں ہوتے ہی اپنی حکومت کو مستحکم اور محفوظ بنانے کی کوشش میں لگ گیا--- اور اِس کا ایک ہی طریقہ اُسے سوجھا کہ--- جن اکابرین نے ابھی تک یزید کی نامزدگی تسلیم نہیں کی' اُن سے جبراً بیعت لی جائے--- اس طرح ظلم و استبداد کے بل بوتے پر یزیدی اقتدار کے لئے ہر طرف سے سندِ جواز حاصل کرنے کی مذموم کوشش--- خود یزید ہی کو نفرت و حقارت کے سیلِ بے کراں میں بہا کر لے گئی--- اور ہمیشہ کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا---

سوال یہ ہے کہ--- یزید تخت اقتدار پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے امام حسینؓ سے جبراً بیعت لینے کے درپے کیوں ہو گیا؟--- اس سوال پر آج ہم جس پہلو سے بھی غور کریں اس بات کو باور کئے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ--- اُس وقت اسلامی سوسائٹی میں سیدنا امام حسینؓ کو جو نمایاں حیثیت' مقبولیت اور عظمت حاصل تھی اُس میں کوئی اُن کا مثیل نہ تھا--- صحابہ کرامؓ کا جو طبقہ موجود تھا امام حسینؓ شرفِ صحابیت میں نہ صرف ان کے ہم پلہ تھے--- بلکہ کئی حیثیتوں میں ان سے بڑھ کر اور سب کے لئے لائق صد عزت و تکریم تھے---

پھر یہ کہ آپ اس وقت خاندان نبوت کے سب سے برگزیدہ فرد اور اہلبیتِ اطہار کے پیشوا تھے--- نیز ''آیت مباہلہ'' (۱۷) کا مصداق ہونے کے ناطے--- آپ کی ذات گرامی ان پانچ ذواتِ قدسیہ میں سے آخری ہستی تھی--- جن کا وجود ہی قیامت تک کے لئے دینِ اسلام کی صداقت و حقانیت اور عظمت و بزرگی کے شاہدِ عدل اور حجت و برہان کی حیثیت رکھتا تھا--- پھر آپؓ خلیفۂ راشد سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے

Marfat.com

فرزند ارجمند ہونے کے ناطے مقبولیت و پذیرائی کا خاص امتیاز رکھتے تھے--- مزید یہ کہ--- آپؓ علم و عمل، شخصیت و کردار، اور فراست وبصیرت کے اعتبار سے بجا طور پر امت میں شانِ رہبری اور قائدانہ مقام کے حامل تھے--- اسلامی سوسائٹی کا ہر فرد آپ کی ان عظمتوں اور فضیلتوں سے پوری طرح آگاہ تھا--- یزید بھی اس بات سے بخوبی واقف تھا--- اس لئے وہ چاہتا تھا کہ--- سیدنا امام حسینؓ سے بیعت لے کر وہ اپنے ظالمانہ اقتدار کے لئے بیک وقت صحابیت، خاندانِ نبوت، آیۂ تطہیر کے حاملین، دینِ حق کی حجت و بُرہان، فرزندِ علیؓ اور مجتہد و امامِ وقت سے سندِ جواز حاصل کر لے---

اگر سیدنا امام حسینؓ یزید کی بیعت کر لیتے---تو پھر لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں کسی دوسرے شخص کو--- یزید کے فسق وفجور، ظلم و جور اور بے حسی و بے غیرتی پر تنقید کرنے، اُس کی ظالمانہ حکومت کو چیلنج کرنے اور اُس کے خلاف دعوت عزیمت کی راہ پر چلنے کی جرأت و ہمت نہ ہوتی--- یزید یہی چاہتا تھا کہ--- ایک حسینؓ میرے ہاتھ میں ہاتھ دیدے--- پھر قیامت تک کوئی حق پرست میرے خلاف آواز نہ اٹھا سکے گا--- اب ذرا سوچئے کہ وہ حسینؓ--- جن کی ذات اور جن کا وجود ہی بمصداق ''آیہ مباہلہ'' رہتی دنیا اسلام کی سچائی اور حقانیت کی برہان ہے--- اگر یزیدی اقتدار کو اس کے تمام تر فسق و فجور، ظلم و جور اور دین سے بغاوت وانحراف کے باوصف قبول کر لیتے---تو پھر اسلام کے دامن اور امتِ مسلمہ کی آغوش میں--- اور کونسا وجود ایسا پروان چڑھ سکتا تھا جو یزیدیت کو مسترد کرنے کی جرأت کرتا---

Marfat.com

امام حسینؓ کی بیعت یزیدی استبداد کے لئے رہتی دنیا جواز کی شہادت اور قبولیت کی سند بن جاتی --- اسی لئے یزید نے تختِ اقتدار پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے امام حسینؓ سے ہر قیمت پر بیعت لینے کی ٹھان لی --- حسینؓ سے جبراً ہر قیمت پر بیعت لینے کے لئے اتر آیا --- حسینؓ کا وجود تو ازل سے دینِ حق کی شہادت کے لئے بنا ہے --- اُس کی رگوں میں حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا پاکیزہ لہو دوڑ رہا ہے --- جو قیامت تک دینِ محمدی کی شناخت کا عنوان ہے --- اُس کے رگ و ریشے کی ساخت سیدۂ نساءِ عالم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شیر مقدس سے ہوئی ہے جن کی سیرت اسلام کے ماتھے کا جھومر ہے --- پھر بھلا وہ شبیرؓ --- اپنے ہاتھ سے یزیدی استبداد کا پرچم لہرائے گا --- یا --- اپنے پوتر خون سے کشتِ اسلام کی آبیاری کرنے ریگزارِ کربلا میں جائے گا --- تاریخ شاہد ہے کہ --- سیدنا حسینؓ نے اپنے کردار سے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کی لاج نبھائی --- اپنے ایثار سے امتِ مسلمہ کو حیاتِ جاودانی عطا کی --- اور اپنے خونِ دل سے دینِ حق کی گرتی ہوئی دیوار اٹھائی --- ؎

نقشِ ''الا اللہ'' بر صحرا نوشت

سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت

امام حسینؓ تاریخ کے دوراہے پر

اوپر کی تصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ --- یزید نے تختِ سلطنت پر متمکن ہوتے ہی --- سیدنا امام حسینؓ سے اپنے ظلم و استبداد اور فسق و فجور کے حق میں سندِ جواز لینا چاہی --- اور یوں شاہراہِ حیات پر

Marfat.com

سیدنا حسینؓ کے سامنے اچانک ایک دوراہا آ گیا --- ایک طرف --- یزید کی بیعت کر لینے سے ذاتی زندگی کے لئے وقتی راحتوں اور مسرتوں کا بے پایاں سامان ہے --- لیکن یہ راہ --- قیامت تک دینِ حق کی رسوائی اور امتِ مسلمہ کی بربادی کی راہ ہے --- کیونکہ سیدنا امام حسینؓ کی بیعت ہمیشہ کے لئے یزیدیت اور آمریت، ظلم و جور اور فسق و فجور کو سندِ جواز فراہم کر دے گی --- دوسری طرف --- شہادتِ حق کا نبوی فریضہ سبطِ پیمبر حسینؓ کو ریگزارِ کربلا میں محمدی شہزادوں کا خون نچھاور کرنے کی طرف بلا رہا تھا ---

یہ راہ --- دنیاوی اعتبار سے مشقت و ابتلاء، رنج و تکلیف اور کرب و بلا کی راہ تھی --- لیکن اسی راہ سے ایمان و یقین کا سورج طلوع ہونا تھا --- اِسی راہ سے نسلِ آدم کو حریت و آزادی کا نشان ملنا تھا --- اِسی راہ سے امتِ مسلمہ کو بقاءِ دوام کا پروانہ عطا ہونا تھا --- اور قربان جائیں --- شہیدِ راہ بلا، سیدنا حسینؓ کی عظمتِ کردار پر --- کہ انہوں نے اپنی آسودگئ زیست پر بقائے ملت اور عظمتِ دین کو ترجیح دی --- اور پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے شہادتِ حق کا اجتماعی فریضہ ادا کر گئے ---

خون دل سے کر گئے ہیں آبیاری دین کی
یاد رکھے گا زمانہ اُسوۂ شبیرؓ کو

میرا ایمان ہے کہ --- اگر سیدنا امام حسینؓ میدانِ کربلا میں اپنی جان کی قربانی دے کر عظمتِ اسلام کا پرچم بلند نہ کرتے --- تو اُس وقت پوری ملتِ اسلامیہ شہادتِ حق کے ملی فریضہ میں کوتاہی کی مرتکب ہو کر گنہگار ٹھہرتی --- کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر سلسلۂ نبوت ختم

Marfat.com

ہو جانے کے بعد اقامتِ دین اور دعوتِ حق کا فریضہ اِس امت کے سپرد کر دیا گیا ہے --- اب اِس آخری دین' اسلام کو قیامت تک قائم و باقی رکھنے' امت مسلمہ کو گمراہی سے بچانے اور راہِ ہدایت پر جادہ پیمار کھنے کے لئے کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا --- بلکہ یہ کام اب اِس اُمت کے اندر ہی سے انجام پائے گا --- امتِ مسلمہ کو دنیا کی بہترین امت اسی لئے کہا گیا ہے کہ --- یہ اپنے وجود و کردار اور دعوت و عزیمت کی جدوجہد سے دینِ حق کی عملی شہادت ادا کرنے کی ذمہ دار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (۱۸)

یعنی ہم نے تمہیں امتِ وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا والوں پر (دینِ حق کے) گواہ بن جاؤ۔

شہادتِ حق کا یہ دائمی اور آفاقی فریضہ اس امت کو ہر عہد اور ہر خطے میں مسلسل ادا کرنا ہے --- اب قیامت تک اسلام کی بقاء اور امت مسلمہ کے زندہ رہنے کی صرف یہی ایک صورت ہے --- جب بھی اسلام کے خلاف کوئی فتنہ ابھرے --- اُس کا سدباب ملت کی ذمہ داری ہے --- جہاں بھی شر و فساد اور ظلم و جور کا عفریت نکلے --- اس کا قلع قمع کرنا امتِ مسلمہ کا فرض ہے --- اور اس فرض کی ادائیگی ہی سے شہادتِ حق کا منصب (خیرامۃ' امۃ وسط) (۱۹) وابستہ ہے --- یہی وراثتِ نبوت ہے --- اور اسی پر عظمتِ اسلام موقوف ہے ---

Marfat.com

اسلام کی جبیں کا ستارہ حسینؓ ہے

یزید کا عہدِ استبداد --- تاریخ اسلام کے دورِ اول میں --- دین حق کے خلاف اپنی نوعیت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فتنہ تھا --- اس سے پہلے --- عہدِ صدیقیؓ' عہدِ عثمانیؓ اور عہدِ مرتضویؓ میں اغیار کی سازشوں سے پھوٹنے والے مختلف فتنے بھی اگرچہ بہت بڑے اور بھیانک تھے --- لیکن ان کی نوعیت مختلف تھی --- وہ کفر کی طرح اسلام کے خلاف سامنے آ کر کھڑے ہو گئے تھے --- ان کی ہولناکی' شدت اور تاثیر واضح تھی --- لیکن ان کے برعکس یزیدی فتنہ بہت مختلف ہے --- ایک تو اس کا سرچشمہ خود حکمرانِ وقت تھا --- دوسرے یہ فتنہ نفاق کا آئینہ تھا --- اس کی ہولناکی سطحِ ظاہر پر آشکار کم --- اور زیرِ زمین سرگرمِ عمل زیادہ تھی --- یہ اسلام کے سر پر وار کرنے کی بجائے اس کی جڑیں کاٹنا چاہتا تھا --- یہ امت کی شہ رگ پہ تلوار چلانے کی بجائے اس کی روح میں ناسور بن کر اترنا چاہتا تھا --- اس فتنے کی ہولناکی تھی بہت زیادہ' اور بظاہر محسوس کم ہوتی تھی --- اسی لئے عام طور پر اُس عہد میں بھی اِس فتنہ کی تباہ کاریاں پوری طرح اجاگر نہ ہو سکیں --- اور آج بھی دنیا اِس کے مضمرات سے بہت کم آگاہ ہے ---

اِس فتنہ کی شدت محسوس کرنے کیلئے سیدنا حسینؓ جیسی شخصیت کی ضرورت تھی --- جس کی فراست فیضانِ نبوت' جس کی بصیرت پروردۂ خلافت راشدہ اور جس کا وجدان موہبۂ ربانی ہو --- جس کے فہم و دانش کی جُزرسی دل وجود کو چیر سکے --- جس کے جذبہ واحساس کی سرعت آفاق کی سرحدوں پر پھیل جائے --- اور جس کے ایمان و یقین کی

Marfat.com

روشنی اِس عالمِ تاریک کو سحر آثار کر سکے--- چنانچہ سیدنا حسینؓ نے اس یزیدی فتنہ کی ہولناکی کو بروقت محسوس کیا--- اور تاریخِ اسلام پر اس کے بھیانک اثرات کا قبل از وقت مشاہدہ کر لیا جیسا کہ آپ کی تقریروں اور خطبات سے عیاں ہے--- ۸ محرم ۶۰ء کو مقام بیضا پر اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے جو خطبہ دیا اس میں یزیدی فتنے کے خلاف اپنی جدوجہد کی بنیاد یہ بیان فرمائی:

"ایھا الناس ! ان رسول اللہ ﷺ قال : من رأى سلطانا جائرا مستحلا لحرم الله نا كثا لعهد الله مخالفا لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل فى عباد الله بالا ثم والعدوان' فلم يغير ما عليه بفعل ولا قول ' كان حقا على الله أن أن يدخله مدخله . الا وان هاولاء قد لزموا طاعة الشيطان وتركوا طاعة الرحمن واظهر والفساد وعطلوا الحدود واحلوا حرام الله وحرموا حلاله' وأنا احق من غير. (۲۰)

یعنی اے لوگو ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے--- جس شخص نے کسی ظالم' محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے' اللہ کے عہد کو توڑنے والے' سنت رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور ظلم و زیادتی سے حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا--- اور اس

Marfat.com

نے قول و فعل کے ذریعہ غیرت دینی کا اظہار نہ کیا---
تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اُسے بھی اسی ظالم بادشاہ کے
ساتھ دوزخ میں ڈالے---لوگو! آگاہ رہو---ان
لوگوں نے شیطان کی راہ اختیار کر لی ہے اور رحمٰن کی
اطاعت ترک کر دی ہے---انہوں نے ملک میں فتنہ و
فساد پھیلا دیا ہے اور حدود الٰہی کو معطل کر دیا ہے---
مال غنیمت کو اپنے لئے جائز کر لیا ہے---یہ اللہ کی حرام
کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی
چیزوں کو حرام---اس لئے مجھے دین کی حفاظت کے
لئے غیرت آنے کا زیادہ حق ہے---

قارئین محترم! آپ نے دیکھا---اس خطبے میں دین حق کی حفاظت کے لئے کیسی کرب انگیز پکار ہے---یزیدی فتنے کی ہولناک تباہ کاریوں کی کیسی واضح نقشہ کشی ہے---اور امتِ مسلمہ پر عائد فریضۂ شہادتِ حق کا احساس کس قدر نمایاں ہے---بس یہی چند الفاظ سیدنا امام حسینؓ کے مجاہدانہ موقف کی بنیاد، عملی جدوجہد کی اہمیت اور آپ کی عظمتِ کردار کی شہادت فراہم کرنے کے لئے کافی ہیں---حق یہ ہے کہ---سیدنا امام حسینؓ نے میدان کربلا میں اپنے خون کا نذرانہ دے کر قیامت تک کے لئے چمنِ اسلام کو بہار آشنا---اور امتِ مسلمہ کو راہ حق میں سرخرو کر دیا---ہم رہتی دنیا امام حسینؓ کے اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ---اسلام کی جبیں کا ستارہ حسینؓ ہے---

Marfat.com

بقول اقبال ؎

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لاالہ گردیدہ است

۳
تاریخ نمونۂ عمل مانگ رہی تھی

یزید کے عہد میں اسلام کے سیاسی تصور' نظامِ حکومت اور معاشرہ کے طرزِ عمل میں ابھرنے والا تغیر--- تاریخِ اسلام میں اپنی نوعیت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا تغیر تھا--- یہ تبدیلی سراسر منفی تبدیلی تھی--- یہ معاشرتی لحاظ سے جمود انگیز--- سیاسی اعتبار سے آج کی زبان میں جمہوریت کُش--- اور روحانی جہت سے ایمان سوز' نفاق انگیز تبدیلی تھی--- یزیدی فتنہ اپنے ہولناک نتائج و اثرات کے باعث ہزار فتنوں پر بھاری تھا--- یہ اسلامی معاشرہ کو انتہائی خفیہ طور پر لیکن برق رفتاری سے بھیانک تباہی کی طرف لے جا رہا تھا--- اس کے مضمرات اور نتائج واثرات سے آگاہ ہونے کے لئے بہت زیادہ شواہد و دلائل کی ضرورت نہیں--- صرف تین بڑے واقعات' سانحۂ کربلا' واقعۂ حرہ اور حادثۂ احراقِ کعبہ ہی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہیں---

اِن زہرہ گداز حادثات سے عیاں ہے کہ--- یزید جیسے نااہل اور بدبخت شخص کا تختِ سلطنت پر مسلط ہونا امتِ مسلمہ اور اسلام کے لئے کس

Marfat.com

قدر نقصان دہ اور تباہ کن تھا --- پھر جس انداز سے ایک نااہل شخص تاریخِ اسلام میں پہلی بار تخت پر متمکن ہوا --- اس سے پہلے اس کا کوئی نمونہ، کوئی مثال اور کوئی جواز موجود نہ تھا --- اسلام کے سیاسی نظام میں اس طرز کی تبدیلی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی --- یہ اسلام کے مقدس دامن پر ایک بدنما داغ تھا --- اگر اس موقع پر یزیدی استبداد کو قبول کرلیا جاتا --- تو ہمیشہ کے لئے درِ فتنہ باز ہو جاتا --- آمریت کو رہتی دنیا سندِ جواز مل جاتی --- یزیدیت ہمیشہ کے لئے سنتِ جاریہ بن جاتی --- کیونکہ عہدِ صحابہ میں جس چیز پر سکوت ہو جائے وہ اجماع کا درجہ اختیار کر لیتی ہے --- اور قیامت تک اسکا تدارک ممکن نہیں رہتا ---

عہدِ صحابہ سنتِ نبوی کے تسلسل کا آئینہ ہے --- اس دور میں جو کام درست تسلیم کر لیا جائے وہ امتِ مسلمہ کے لئے عین منشائے ربانی اور رضائے مصطفوی کا عنوان ٹھہرتا ہے --- پس اگر یزیدی آمریت کے خلاف آواز نہ اٹھائی جاتی --- تو اس کا ظالمانہ اقتدار اور دین سے باغیانہ روش قیامت تک صحابۂ کرام اور اہلبیتِ اطہار کی سند یافتہ حجت ٹھہرتی --- کوئی اس کے خلاف کچھ نہ کر سکتا --- اور نہ ہی آنے والے ادوار میں اس طرح کے ظلم و استبداد کا تدارک کرنے کی کوئی سبیل نکلتی --- آنے والی نسلوں کے لئے --- یزید اور اس کے نقش قدم پر چلنے والوں کا مقابلہ کرنے کیلئے کوئی نمونۂ عمل موجود نہ ہو ---

یہ بدنما داغ کیسے دھلتا

جو لوگ یزید کے مقابلے میں سیدنا امام حسینؓ کے اقدام کو بلا جواز

Marfat.com

سمجھتے ہیں--- ان سے میرا سوال یہ ہے کہ--- یزید کے آمرانہ اقتدار اور غلط کاموں کی تردید اور اس کے ثبوت و حجیت کی نفی کے لئے اور کیا عملی صورت ممکن تھی؟--- کیا اس اجتماعی بے حسی اور یاس وقنوط کے ماحول میں--- صرف زبانی پکار اور مجرد سکوت و خاموشی اس ہولناک فتنہ کا سدِ باب کر سکتی تھی--- کیا یزید کے مقابلے میں میدان عمل کے اندر نکل کر مؤثر انقلابی جدوجہد کئے بغیر--- قیامت تک اسلام کے پاکیزہ دامن سے آمریت و استبداد کے اس بدنما داغ کو دھونے کی اور کوئی صورت ممکن تھی--- انصاف پسند لوگوں کے ذہن اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں دیں گے---

پھر یزیدی اقتدار کے لئے جواز کی راہیں ڈھونڈنے والے ذرا غور کریں اور یہ بتائیں کہ--- آیا اور کوئی خرابی یا نقص اتنا دور اثر اور مضرت رساں ہوسکتا ہے جس قدر نقصان نظامِ حکومت کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے--- ذرا آج کے سیاسی ماحول اور معاشرتی جدوجہد کے تناظر ہی میں دیکھ لیں--- کیا آج روئے زمین پر پھیلی ہوئی تمام سیاسی قوتیں اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ--- نظام حکومت ہی کسی بھی مذہبی اور معاشرتی نظام کا ذمہ دار ہوتا ہے--- اور کیا عالمِ اسلام کے طول وعرض میں اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کرنے والی تمام سیاسی' سماجی اور مذہبی تحریکیں اس بات پر یک زباں نہیں ہیں کہ--- اسلام کے نفاذ اور عدمِ نفاذ کا سارا دار و مدار حکومت پر ہے--- کیا تمام سیاسی جماعتیں سیاسی قوت وغلبہ کے حصول اور نظام حکومت پر مکمل تسلط ہی کو نفاذِ اسلام کی جدوجہد کا محور نہیں گردانتیں--- کیا وہ سب اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ--- جب تک حکومت و اقتدار

Marfat.com

حاصل نہ ہو' سیاسی انقلاب نہ آ جائے --- دینی و سماجی انقلاب نہیں رونما ہو سکتا --- کیا یہ بات اب پوری دنیا پر واشگاف نہیں ہو چکی کہ --- سیاسی انقلاب' دینی انقلاب کا پیش خیمہ ہے --- کیا آج بھی اس بات سے کوئی سمجھدار شخص انکار کر سکتا ہے کہ --- اگر نظام حکومت میں فساد آ جائے تو دین کی ردائے تقدس تار تار ہو جاتی ہے --- اگر قوتِ حاکمہ بگڑ جائے تو سارا معاشرہ بگڑ جاتا ہے ---

اگر یہ صحیح ہے --- اور آج کی واقعی دنیا کے حقائق و شواہد اس کو برملا صحیح قرار دیتے ہیں --- کوئی ذی فہم اس کو جھٹلا نہیں سکتا --- تو پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آج کے بعض نام نہاد دانشور اور دین کے علمبردار لوگ یزید کی ظالمانہ' فاسقانہ اور آمرانہ حکومت کے خلاف سیدنا امام حسینؓ کے موقف' اقدام اور جدوجہد پر حرف گیری کیوں کرتے ہیں؟ --- کیا یہ لوگ صرف اپنی عاقبت خراب کرنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈتے ہیں --- ابلیس اور طاغوتی قوتوں کے آلۂ کار بنکر تاریخ اسلام کے اس سب سے نمایاں' مثالی اور سب سے زیادہ اثر آفریں واقعہ کی اہمیت گھٹا کر امتِ مسلمہ کو اس کے بیش بہا نتائج و ثمرات سے محروم کر دینا چاہتے ہیں ---

تاریخ عزیمت کا یگانہ رہنما

سچی بات یہ ہے کہ --- سیدنا حسینؓ اگر اس وقت آگے نہ بڑھتے اور باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کیلئے میدانِ عمل میں نہ نکلتے --- تو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے اس طرح کے حالات اور ایسے مواقع پر رہنمائی کا ذریعہ اور عمل کا نمونہ کہاں سے فراہم ہوتا --- آپ

Marfat.com

نے آنے والی نسلوں کو آمریت واستبداد کے مقابلے میں جرأت وشجاعت اور عزیمت وانقلاب کی راہ دکھائی ---اور ایثار وقربانی کا عملی نمونہ فراہم کیا--- اگر آپ نہ اٹھتے اور یزیدی استبداد کے خلاف جدوجہد نہ کرتے---تو سیاست ومعاشرت کی دنیا میں آمریت واستبداد کے خلاف کسی رویے' کسی جدوجہد اور کسی طرز عمل کو شرعی جواز نہ مل سکتا--- بلکہ الٹا یہ ہوتا کہ--- آمریت واستبداد ہمیشہ کے لئے صحابۂ کرام اور اہلبیت اطہار کی سند یافتہ ٹھہرتی---اور اس کے خلاف ہر قسم کی جدوجہد غیر اسلامی قرار پاتی---

اے دورِ حاضر کے دانشورو !--- خدارا کبھی ٹھنڈے دل سے---سیدنا امام حسینؓ کے موقف اور اقدام کی معنویت پر اُس دور کے معروضی حالات اور اپنے عہد کے تناظر میں غور کرو--- اور پھر بتاؤ کہ--- خلافتِ راشدہ کے بعد پہلی بار جب تاریخِ اسلام میں آمریت واستبداد نے معاشرہ پر اپنے ظالمانہ پنجے گاڑ دیئے---تو ایسے میں سیدنا حسینؓ اگر میدانِ عمل میں نہ نکلتے اور باطل کے خلاف معرکہ آزما نہ ہوتے---تو بعد کی چودہ صدیوں میں--- اور قیامت تک ہمارے پاس آمریت کو چیلنج کرنے اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے کا کیا جواز باقی رہتا--- اور امتِ مسلمہ کی طویل تاریخ میں ظلم واستبداد کے داخلی محاذ پر انقلابی جدوجہد کا گوشہ کس قدر بے نمونہ ہو کر رہ جاتا--- حق یہ ہے کہ---سیدنا حسینؓ کا یہ اقدام آئندہ کی پوری اسلامی تاریخ کی رہنمائی کر رہا ہے--- اور بعد کے ادوار میں ظلم واستبداد کے خلاف برپا ہونے والی تمام تحریکوں' تمام انقلابی کوششوں اور تمام قربانیوں کو جواز مہیا کرتا

Marfat.com

ہے---

سیدنا امام حسینؓ کے موقف و اقدام کو غلط کہنے والے نام نہاد دانشور--- بعد کی صدیوں میں اس طرح کی تمام انقلابی تحریکوں اور اقامت دین کی تمام تر جدوجہد کے جواز کو براہ راست ختم کر دینے کے درپے ہیں--- اگر سیدنا حسینؓ کا اقدام غلط تھا تو--- پوری تاریخِ اسلام میں آج تک--- اور رہتی دنیا اقامتِ دین کے لئے ظالمانہ حکومت کے خلاف کی جانے والی تمام کوششیں سراسر غلط' بے بنیاد اور بلا جواز ٹھہریں گی--- کیونکہ ان سب کا سرچشمہ سیدنا امام حسینؓ کی جدوجہد اور ایثار وقربانی ہے--- اور اس اعتبار سے امام حسینؓ خلفائے راشدین کے بعد تاریخِ اسلام کے سب سے بڑے محسن اور امتِ مسلمہ کے سب سے بڑے راہنما قرار پاتے ہیں--- کوئی مانے یا نہ مانے ان کی عظمت کا مینار رہتی دنیا نسلِ انسانی کو حریت وایمان کی روشنی دیتا رہے گا---

۴
اہل کوفہ کا اصرار فرض کی پکار بن گیا

سیدنا امام حسینؓ کا یزید کے مقابلے میں نکلنا محض آپ کا شخصی اقدام نہ تھا--- بلکہ اس کے پیچھے اہل کوفہ کے مسلسل خطوط' پیہم اصرار اور شدید مطالبہ بھی کارفرما تھا--- کوفیوں کی دعوت' طلب اور اصرار میں اس قدر تسلسل' ایسا زور اور اتنا شدید اہتمام تھا کہ--- سیدنا امام حسینؓ کے لئے

Marfat.com

شرعی طور پر اس سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں رہا تھا --- اگرچہ یہاں پھر وہی المیہ ہے کہ --- تاریخ کے صفحات میں ان تمام خطوط کے مندرجات' کوفیوں کے اصرار کی شدت اور مطالبہ کی نوعیت کو پوری طرح اجاگر نہیں کیا گیا --- لیکن اس کے باوجود دو' تین خطوط کے جو نمونے ملتے ہیں ان کے مندرجات سے مطالبہ کی شدت و نوعیت کافی حد تک آشکار ہو جاتی ہے --- ایک خط جو سلیمان بن صرد خزاعی' مسیب بن بخیہ' رفاعہ بن شداد بجلی' حبیب بن مظاہر' عبداللہ بن وال اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں بھیجا گیا' اس میں اہل کوفہ کی طرف سے آپ کو دعوت دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں:

''ہم بغیر امام کے ہیں --- آپ تشریف لائیں تاکہ آپ کی مدد سے ہم حق پر جمع ہو جائیں --- امیرِ کوفہ نعمان بن بشیر سرکاری محل میں ہے --- اس کے پیچھے نہ ہم جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں نہ عید کی --- آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پا کر ہم اسے شام کی حدود میں دھکیل دیں گے'' (۲۱) ---

اس خط میں اہل کوفہ کے جذبہ طلب کی نوعیت اور اصرار کی شدت پوری طرح جھلکتی ہے --- پھر بھی حضرت امام حسینؓ نے تقاضائے شریعت کی رو سے اہل کوفہ کے حالات کا جائزہ لینے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو وہاں بھیجا --- اہل کوفہ کی طرف سے حضرت مسلمؓ کی بے پناہ عزت و تکریم' کثرت سے رجوع اور بیعتِ عام --- اور پھر ان کے اس رویے کی بنیاد پر حضرت مسلم بن عقیلؓ کے خط نے امام حسینؓ کو ہر طرح سے یہ بات باور کرا

Marfat.com

دی کہ --- اہلِ کوفہ کا شدید اصرار ان کی مخلصانہ طلب پر مبنی ہے --- اور یہ کہ ان کا مطالبہ ٹھکرا دینے کا شرعی طور پر کوئی جواز باقی نہیں رہا --- اہلِ کوفہ کے مسلسل خطوط اور حضرت مسلمؓ کے ساتھ ان کے معاملے سے جو تأثر ابھرتا تھا اس کی کم از کم نوعیت یہ تھی کہ --- اب اگر امام حسینؓ نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا --- اور سفر کوفہ اختیار نہ کیا تو آپ دنیا میں بھی ملامت کا ہدف بنیں گے --- اور آخرت میں بھی جواب دہ ہوں گے ---

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہل کوفہ آپ کے خلاف دعویٰ کریں گے کہ --- ہمارا دین لوٹا جا رہا تھا --- ظلم و استبداد کے سائے پھیل رہے تھے --- حدود اللہ پامال ہو رہی تھیں --- اسلام تباہی کی طرف بڑھ رہا تھا --- اور ہم دل و جان سے امام حسینؓ کو پکارتے رہے --- بلاتے رہے --- دین حق کو سنبھالنے کی جدوجہد پر آمادہ کرتے رہے --- اور اپنی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اپنی مظلومیت کا سہارا بننے کیلئے انہیں مجبور کرتے رہے --- لیکن امام حسینؓ نے ہماری دعوت کو ٹھکرا دیا --- دینی جدوجہد کے بارے میں ہمارے مخلصانہ جذبات کو ٹھیس پہنچائی --- اور خاموش تماشائی بنے رہے --- جبکہ ہماری نگاہ میں صرف وہی ہماری رہنمائی اور قیادت کر سکتے تھے --- ان کے علاوہ کسی دوسرے کے بارے میں ہمیں یہ اعتماد نہ تھا ---

اب آپ غور کیجئے --- اہل کوفہ کے اصرار اور مطالبہ سے یہ تاثر جو ابھر رہا تھا --- اور امام حسینؓ کے دل و دماغ پر نقش ہو رہا تھا --- کیا اس کی بناء پر آپؓ کے لئے ایک بار کوفہ کا سفر کرنا --- اور ان کی پکار پر آگے بڑھنا شرعی' اخلاقی اور سیاسی طور پر فرض عین نہیں ہو گیا تھا؟ --- یہ

Marfat.com

بات یاد رہے کہ---سیدنا امام حسینؓ خود مجتہدِ وقت تھے---اس وقت آپ سے بڑا مجتہد کوئی نہ تھا اور اگر بالفرض آپ سے بڑا مجتہد کوئی ہوتا بھی---تو اس کی بات ماننا آپؓ پر شرعاً لازم نہ تھا---اسلامی شریعت کا یہ مسلمہ اصول اور اٹل ضابطہ ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہوسکتی کہ---ہر مجتہد کیلئے شرعاً اپنے اجتہاد پر عمل کرنا فرض عین ہوتا ہے---کوئی مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کرنے سے پہلو تہی نہیں کر سکتا---اور اپنے اجتہاد کو چھوڑ کر---کسی دوسرے مجتہد کی' خواہ وہ دوسرا شخص اس سے کتنا ہی بڑا عالم و مجتہد کیوں نہ ہو---تقلید ہرگز نہیں کر سکتا---اصولِ شریعت کی تمام کتابوں میں یہ اصول طے شدہ ملتا ہے کہ---

''مجتہد کے لئے اپنے اجتہاد پر عمل کرنا فرض عین اور کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا حرام ہے''---

اب سوال یہ ہے کہ---امام حسینؓ جن کے مجتہد ہونے میں شک کرنے والا شخص اپنے ایمان کے بارے میں شک کا مرتکب ہوگا---جب ایک طرف---اہل کوفہ کے اس پیہم اصرار اور شدید مطالبہ کی شرعی حیثیت پر غور کرتے ہونگے---اور دوسری جانب---معاشرہ میں پیدا ہونے والے اصولی تغیر اور اس کے ہولناک نتائج' جن کی ایک ہلکی سی جھلک پیچھے ہم پیش کر چکے ہیں' اور شہادت حق کے ملی فریضہ پر توجہ دیتے ہونگے---تو کیا آپ کا غور و فکر اور اجتہاد اس نتیجہ پر نہ پہنچا ہوگا کہ---اب آپ کے لئے شرعاً میدان عمل میں نکلنا فرض و لازم ہو گیا ہے---یزیدی استبداد کے خلاف جدوجہد سے باز رہنے اور گریز کرنے کا اب کوئی جواز باقی نہیں رہا---

Marfat.com

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ --- ایک طرف یزیدی طاغوت کے ظالمانہ اقدامات' معاشرہ میں رونما ہونے والے بنیادی اور ہمہ گیر تغیرات --- دوسری جانب شہادت حق کے ملی فریضہ کی پکار --- اور تیسری جانب اہل کوفہ کے شدید مطالبہ واصرار کے باعث --- سیدنا امام حسینؓ اپنے غور و فکر' فہم و دانش' بصیرت و فراست اور تدبر و اجتہاد کے تمام زاویوں سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ --- اب ان کے لئے خاموش رہنا شرعاً ناروا اور میدان عمل میں نکلنا فرض عین ہو چکا ہے --- اس لئے آپ اٹھے --- اور بعض احباب کے منع کرنے کے باوجود سفر کوفہ سے باز نہ آئے --- تا آنکہ اس راہ میں ایثار و قربانی اور جاں سپاری کی وہ اعلیٰ مثال قائم فرما دی جس پر نہ صرف اسلام اور امت مسلمہ ہی نہیں --- بلکہ پوری نوع انسانی تا قیامت اپنے فخر و ناز کی ساری پونجی نثار کرتی رہے گی ---

تیرا پیام مشعلِ راہِ حیات ہے
دنیائے آب و گل کی اسی میں نجات ہے

۵
صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا

پھر یہی نہیں کہ --- سیدنا امام حسینؓ کا سفرِ کوفہ یزیدی استبداد کے خلاف جدوجہد کے لئے آپ کے اجتہادی فیصلے اور صرف اہل کوفہ کے

Marfat.com

مطالبہ و اصرار پر مبنی تھا --- بلکہ آپ کو اس اقدام پر مجبور کرنے کے لئے --- حالات و واقعات اور اسباب وعوامل کا تسلسل اس نہج پر بڑھ رہا تھا کہ --- آپ مدینہ منورہ' مکہ مکرمہ' کوفہ یا کسی اور مقام پر ہوتے --- تب بھی آپ کو خواہی نخواہی یزیدی طاغوت کے مقابلے پر آنا پڑتا --- حالات و واقعات کا رخ ایسا تھا کہ --- آپ کے سامنے عملاً صرف دو ہی صورتیں باقی رہ گئی تھیں --- یا تو آپ یزیدی طاغوت کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کر لیتے --- اور یا پھر اس کے ساتھ ٹکرا جاتے ---

بیعت کے بغیر یزید آپ کو کسی بھی حال میں اطمینان وسکون سے ہرگز نہ رہنے دیتا --- اگر آپ خود مقابلے میں نہ نکلتے تب بھی آپ کو خفیہ قتل کرنے کی کوشش کی جاتی --- یزید نے بہرحال یہ ٹھان لی تھی کہ حسینؓ یا تو میری بیعت کر لے یا زندہ نہ رہے ---

چنانچہ واقعات کی تہہ میں کارفرما یزیدی استبداد کی اس خواہش کا کھوج لگانا تو بہت آسان ہے --- تاریخ کی بعض روایات اس کی واضح شہادت دیتی ہیں کہ یزید نے سیدنا امام حسینؓ کو مدینہ منورہ اور پھر مکہ مکرمہ ہی میں قتل کرانے کی خفیہ تدبیر کر لی تھی --- اس نے عمرو بن سعید بن عاص کو کافی فوج دے کر اس کام کے لئے گورنر مکہ بنا کر روانہ کیا --- آپ مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے ہوئے تھے --- صورت حال سے آگاہ ہو کر آپ نے عین ۸ ذی الحج کو اپنا حج' عمرے سے بدلا --- طواف کے بعد جب حاجی عرفات ومنٰی کے لئے نکلے تو امام حسینؓ عراق جانے کے لئے مکہ سے باہر آئے --- عمرو بن سعید گورنر کا کوتوال سپاہیوں کا دستہ لے کر مزاحم ہوا --- مگر امام حسینؓ نے اس کا منصوبہ خاک میں ملا دیا ---

Marfat.com

ہوسکتا ہے آج یزید کے بعض حامی' شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے کی کوشش میں---اس تاریخی روایت کو قبول کرنے میں تامل کا اظہار کریں---لیکن ان لوگوں سے میری گذارش ہے کہ---اس وقت کے معروضی حالات اور واقعات کی تہہ میں کارفرما عوامل پر غور کرتے ہوئے حسب ذیل معروضات پر توجہ دیں---تو امید ہے کہ اس بات کو ضرور تسلیم کرلیں گے کہ---سیدنا حسینؓ پر ظلم وستم کی ابتدا یزید اور اس کے کارندوں نے کر دی تھی---اور وہ ہر حال میں آپ سے جبراً بیعت لینا چاہتے تھے---خواہ اس کے لئے انہیں آپ سے کتنا ہی بُرا سلوک کیوں نہ کرنا پڑتا:

۱۔ یہ واقعہ ہے کہ---یزید نے تخت نشیں ہوتے ہی گورنر مدینہ کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ---حضرت امام حسینؓ اور دیگر بیعت نہ کرنے والے حضرات سے فی الفور جبراً بیعتِ اطاعت لی جائے---اب سوال یہ ہے کہ---آیا اس حکم نامے میں کہیں بھی اس امر کی صراحت تھی کہ---بالفرض اگر امام حسینؓ بیعت نہیں کرتے تو ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جائے---میری دعوی کہ یزیدی خارجی گروہ ہرگز یہ بات ثابت نہیں کرسکتا کہ---یزید نے بیعت نہ کرنے کی صورت میں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ نرم برتاؤ کرنے اور ان سے درگزر کرنے کی ہدایت کی تھی---رہی یہ بات کہ---ان پر سختی کرنے کا صریح حکم تھا یا نہیں تو اس کے لئے واضح الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی---ایک مطلق العنان حکمران کا اپنے بااختیار گورنر کو صرف اتنا کہہ دینا کہ فلاں سے ہر حال میں بیعت کراؤ---اُسے اِس بارے میں ہر سخت سے سخت ہتھکنڈہ استعمال کرنے اور برے سے برا سلوک

Marfat.com

کرنے کا مجاز بنا دیتا ہے --- ماتحت اپنے حکم کے الفاظ سے زیادہ اس کے منشاء کو سمجھنے اور پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ---

۲۔ پھر گورنر مدینہ ولید نے جب امام حسینؓ کو بلایا --- تو آپ کو اس سے کسی اچھے سلوک یا نیک برتاؤ کی توقع نہ تھی --- اس لئے آپ نے چند جاں نثاروں کو ساتھ رکھا --- اور باہر ٹھہرا کر حکم دیا کہ اگر میری آواز بلند ہو تو تم اندر داخل ہو جانا ---

۳۔ پھر دوران گفتگو جب آپ نے خفیہ بیعت سے انکار کر کے اعلان عام کی بات کی تو ولید نے یہ تجویز مان لی --- لیکن سابق گورنر مروان فی الفور چیخ اٹھا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دو --- حسینؓ سے اسی وقت بیعت لو یا انہیں قتل کر دو --- ورنہ بعد میں ان سے بیعت لینا بہت دشوار ہو جائے گا ---

۴۔ مروان کی اس گفتگو سے حضرت امام حسینؓ نے اچھی طرح بھانپ لیا کہ --- یزید اور اس کے کارندے ان سے بیعت لئے بغیر انہیں امن و سکون سے زندہ نہیں رہنے دیں گے --- اس لئے انہیں فوری طور پر رات ہی کو مدینہ منورہ سے سفر کر کے دارالامان مکہ مکرمہ کے لئے روانگی اختیار کرنا پڑی --- اگر یزید اور اس کے کارندوں سے ذرا بھی خیر کی توقع ہوتی --- تو امام حسینؓ اُسی رات یوں اضطراب و پریشانی کے عالم میں جوار رسول ﷺ سے روانہ ہونے پر مجبور نہ ہوتے ---

۵۔ پھر مکہ مکرمہ میں بھی آپ سکون سے نہ رہ سکے --- کیونکہ عمرو بن سعید ایک فوجی دستہ لے کر آپ کو قتل یا گرفتار کرنے کیلئے وہاں آ پہنچا --- جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو مجبوراً ۸ ذی الحج کو حج کا احرام عمرے سے

Marfat.com

بدل کر مکہ مکرمہ سے عراق کی طرف روانہ ہونا پڑا ---

۶۔ پھر ابن زیاد نے کربلا میں آپ کے ساتھ جو سلوک کیا --- اور جو دلدوز واقعات پیش آئے وہ خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یزید اور اس کی طاغوتی قوتیں آپؓ کو ہر حال میں اپنے راستہ سے ہٹانا چاہتی تھی --- سوال یہ ہے کہ --- ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بناتے وقت یزید نے مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کا جو حکم دیا تھا --- کیا ابن زیاد نے اس سے یزید کی منشا اچھی طرح سمجھ نہ لی تھی کہ امام حسینؓ کو بھی شہید کرنا درکار ہے --- ورنہ میرا احساس ہے کہ اگر ابن زیاد' گورنری کے حکمنامے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ نہ لیتا کہ یزید قتل حسینؓ پر رضا مند اور خوش ہے --- تو وہ ہرگز امام حسینؓ کو شہید کرنے کی جرأت نہ کرتا کیونکہ فی الواقع یہ بہت بڑی جسارت تھی اور وہ اس میں متردد بھی تھا جیسا کہ اس کے بعض الفاظ روایت کیے گئے ہیں --- لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر امام حسینؓ کو قتل نہ کیا تو مجھ سے کوفہ کی گورنری چھن جائے گی --- اس لئے وہ تاریخ اسلام بلکہ تاریخِ انسانی کے اس بدترین جرم کا ارتکاب کرنے کی جسارت کر بیٹھا --- کیونکہ اسے یزید کی پشت پناہی اور مکمل اشیرباد حاصل تھی ---

ان معروضات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ --- سیدنا امام حسینؓ حفاظتِ دین اور شہادتِ حق کی جدوجہد کے لئے رضاکارانہ اور خود اختیاری اقدام کے علاوہ --- یزید اور اس کی طاغوتی قوتوں کی جانب سے بھی اس حد تک مجبور کر دیئے گئے تھے کہ ان کیلئے سفر کوفہ ہر حال میں ناگزیر ہو گیا تھا --- رہی دشت کربلا میں آپ کی قربانی اور آخر دم تک یزید کی بیعت سے انکار --- تو یہ وہ عزیمت کی راہ تھی جو اپنے پورے شعور

Marfat.com

واختیار، کامل عزم وارادہ اور بھرپور جرأتِ ایمانی اور حمیت دینی کے تحت اپنائی تھی --- اور جس میں سرخرو ہونا خود آپ کے لئے اور قیامت تک پوری امت مسلمہ کے لئے حیاتِ جاودانی کا مژدۂ جانفزا تھا ---

۶
حضور ﷺ کی بشارت نے راہِ حق اجال دی

اسباب وعوامل کے خارجی دھارے اور حالات وواقعات کے ظاہری تانے بانے سے قطعِ نظر سیدنا امام حسینؓ کو باطنی اور روحانی طور پر --- حضور نبی کریم صلی اللہ علی وسلم نے یزیدی استبداد کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا --- اور اس راہ میں شہادت کے ذریعہ سرخروئی کی بشارت عطا فرمادی تھی --- چنانچہ روایت ہے کہ --- جب عبداللہ بن جعفرؓ نے امام حسینؓ کو سفر کوفہ سے باز رہنے پر مجبور کیا --- اور گورنر مدینہ کا خط (امان نامہ) بھی دیا --- تو آپؓ نے جواب میں فرمایا ! ---

"میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے --- آپ ﷺ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے --- میں وہ کام ضرور انجام دوں گا --- خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی کیوں نہ ہو" ---

عبداللہ بن جعفرؓ نے پوچھا --- وہ کام کیا ہے؟ --- تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا:---

''وہ میں نے کسی کو بتایا ہے نہ بتاؤں گا--- جب تک اپنے رب کے حضور میں حاضر نہ ہو جاؤں''---

اس روایت کے مطابق --- اگرچہ حضرت امام حسینؓ نے وہ کام بیان نہیں کیا' جسے انجام دینے کا حضورﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا--- لیکن اگر ان تمام روایات پر غور کیا جائے جن میں ۶۰ ھ کے بعد ''امارۃ الصبیان'' کا ذکر آیا ہے--- اور رسول اللہﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا--- حتی کہ حضرت ابوہریرہؓ جو ان احادیث کے راوی ہیں--- حضورﷺ کی منشا سے آگاہی کی بناء پر اس ''امارۃ الصبیان'' کے عہد میں زندہ نہ رہنے کی تمنا کیا کرتے تھے--- اور دوسری جانب--- حضرت امام حسینؓ کی تقاریر' خطبات اور ارشادات کا جائزہ لیا جائے--- بالخصوص ''مقام بیضا'' کا وہ خطبہ جس کا کچھ حصہ پیچھے شہادتِ حق کے عنوان میں بیان کیا جا چکا ہے---تو صاف کھل کر بات سامنے آ جاتی ہے کہ--- حضور خاتم الانبیاءﷺ نے اپنے لختِ جگر کو وہی کام کرنے کا حکم دیا تھا--- جو انہوں نے عملاً میدان کربلا میں انجام دیا--- کہ جام شہادت نوش کر لیا--- لیکن یزیدی ظلم و استبداد کے خلاف آخر تک مردانہ وار ڈٹے رہے--- یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ--- حضورﷺ نے اپنے نواسے کو ظلم و جبر کے خلاف صف آراء ہونے' دینِ حق کو قائم کرنے اور حکومتِ اسلامیہ کی خصوصیات کا تحفظ کرنے کی جدوجہد کا حکم دیا تھا--- جس پر امام حسینؓ آخر دم تک قائم رہے---

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ--- یزید کے اقتدار

Marfat.com

سنبھالتے ہی حالات وواقعات' اسباب وعوامل اور دینی وملی تقاضے اس رخ پر ڈھل گئے تھے کہ--- خود نبی کریم ﷺ کی منشائے پاک--- اسی ظلم وعصیان کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لئے سیدنا امام حسینؓ کو میدان عمل میں لے آئی--- اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ--- رضائے الٰہی اور منشائے نبوت دونوں کی رو سے--- یزیدی ظلم واستبداد کے خلاف سیدنا حسینؓ کی معرکہ آزمائی اور ایثار وقربانی--- دینِ حق کی حفاظت اور امتِ مسلمہ کی بقا کیلئے ناگزیر ہوگئی تھی--- اور قربان جائیں سیدنا حسینؓ کی عظمت کردار پر کہ--- آپ نے اپنی زندگی' اولاد' اہل وعیال اور مال وطن کسی چیز کی پروانہ کی--- سب کچھ راہِ خدا اور رضائے مصطفیٰ ﷺ کے لئے دینِ حق اور امتِ مسلمہ کی بقاء پر نثار کر دیا---

دین کی بنیاد جو اپنے سروں پر رکھ گئی
سیکھ لو اس آلِ پیغمبر ﷺ سے ڈھب تعمیر کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

حوالے

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان حدیث نمبر۲

(۲) بقرہ : ۲۵۶

(۳) کہف: ۲۹

(۴) کنز العمال، ج ۵ حدیث نمبر ۲۳۵۴۰

(۵) آل عمران: ۱۵۹

(۶) شوریٰ: ۳۸

(۷) جامع الترمذی، ج ۲ ص ۵۱

(۸) آل عمران: ۱۱۰

(۹) آل عمران: ۱۰۴

(۱۰) توبہ: ۷۱

(۱۱) سنن بیہقی: ج ص ۲۹۷۔ مسند امام احمد، ج ۳ ص ۱۰
نسائی ج ۸ ص ۱۱۳

(۱۲) ترمذی ج ۲ ص ۵۱

(۱۳) موسوعۃ آثار الصحابہ ج ا ص ۳۵

(۱۴) ذہبی: تاریخ الاسلام، ج ۲ ص ۳۲۲

(۱۵) حدید: ۲۵

(۱۶) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ذیل مادہ حکومۃ

Marfat.com

(۱۷) آل عمران: ۶۴

(۱۸) بقرہ: ۱۴۳

(۱۹) بقرہ: ۱۴۳، آل عمران: ۱۱۰

(۲۰) تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۲۹

ابن اثیر: الکامل، ج ۴ ص ۴۸

(۲۱) ابن اثیر: الکامل ج ۴ تاریخ طبری ج ۶

(۲۲) الدینوری: الاخبار الطوال ص ۲۳۲، الارشاد ص ۲۰۱

اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۸ ص ۳۲۷

(۲۳) فتح الباری، ج ۱ ص ۱۹۳ ۔ ابن ابی شیبہ، ج ۱ ص ۴۴۹

Marfat.com

Marfat.com

باب سوم

دیرپناه

Marfat.com

☆ کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت

☆ کربلا معیارِ حق ہے

☆ حسینؓ درد کے دریا بہا دیئے تو نے

☆ زندگی کے ہر افق پر چھا گئے حسینؓ

☆ ہر بوند سے لہو کی اک انقلاب پھوٹا

☆ اس نے انسان کی تاریخ کا رخ موڑ دیا

☆ ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

Marfat.com

بابِ سوم

دینِ پناہ

یہ محض ہمارا عقیدہ و ایمان ہی نہیں ---فی الواقع اٹل حقیقت ہے کہ--- اس کارگاہِ عالم میں زندگی کی ہر حرکت اور سکون کی ہر کیفیت خالقِ عالم کی مشیت، اذن اور حکمت کا مظہر ہے--- اس کی منشا اور اذن کے بغیر کوئی پتا، کوئی ذرہ اور کوئی قطرہ جنبش نہیں کرسکتا [1] --- بساطِ ہستی پر جتنے بھی واقعات، حادثات اور معاملات رونما ہوتے ہیں--- سب کے پسِ پردہ اُسی ذاتِ حکیم و قادر جل جلالہٗ کی مشیت و حکمت کارفرما ہوتی ہے--- انسانی دنیا میں پیدائش سے موت تک پھیلے ہوئے عرصۂ حیات میں افراد اور قوموں پر جو کچھ بیتتا ہے--- سب اُسی ہستی پنہاں کے نظامِ تکوین کا آئینہ ہے--- اصل یہ ہے کہ--- دنیا کی تخلیق سے لے کر اختتام تک پیش آنے والے تمام واقعات، حادثات اور معاملات ایک پوشیدہ نظامِ تکوین کی مختلف لیکن انتہائی مربوط اور مسلسل کڑیاں ہیں--- اس کارخانۂ ہستی میں رونما والا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی نظامِ قدرت کا اہم اور فعال عنصر ہوتا ہے---

زندگی نے مادی، فکری اور روحانی جس سطح پر بھی کوئی کروٹ لی ہے--- اور حرکت و ارتقاء کی طویل راہوں پر جتنے گام بھی چلی ہے--- یہ سب نتیجہ

Marfat.com

ہے --- ان لامتناہی حوادث و واقعات کا --- جو بظاہر بہت چھوٹے بے حقیقت محسوس ہوتے ہیں --- یا بہت بھیانک اور مضرت رساں آتے ہیں --- لیکن ان کا رونما ہونا ارتقائے تمدن اور پرورشِ حیات لئے ناگزیر تھا --- ان کے بغیر انسانیت ایک قدم بھی شاہراہِ حیات آگے نہ بڑھ سکتی --- اور تہذیب و تمدن کے جواہر کبھی نشوونما پا سکتے --- آدم علیہ السلام کے جنت سے اتر کر زمیں پر آنے سے کر --- نوح علیہ السلام کی قوم کی غرقابی --- حضرت ابراہیم علیہ السلام آزمائشوں --- عاد و ثمود اور قوم فرعون کی تباہی --- حضرت یوسف علیہ السلام کے دلدوز واقعات --- سینکڑوں انبیاءِ بنی اسرائیل کے ہاتھ قتل --- جنگوں، قحطوں، وباؤں، زلزلوں کی تباہ کاریوں --- یونانی فکرودانش کے فروغ --- مصر و بابل اور ہند و ایران کی تہذیبوں --- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہود کے مظالم اور ان کے رفع آسمانی سے ہوتے ہوئے --- حضور رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت حق کی راہ میں پیش آنے والے مختلف واقعات --- عہدِ صدیقی میں ابھرنے والے فتنوں --- خلفائے ثلاثہ کی مظلومانہ شہادت --- اور ریگزارِ فرات میں بہتر (۷۲) حسینی جانوں کی قربانی تک --- بساطِ عالم پر رونما ہونے والے بے شمار حوادث و واقعات --- سب قدرتِ الٰہی کی پوشیدہ حکمتوں پر مبنی نظامِ تکوین کی مختلف لیکن مربوط و مسلسل کڑیاں ہیں --- اور ان میں سے ہر واقعہ معنوی طور پر خدائے قدوس کی مشیت، اذن، قدرت اور عظیم حکمت کا مظہر ہے ---

Marfat.com

کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت

انسانی زندگی کے ہر عمل اور نظامِ فطرت کے ہر واقعہ میں حکمت ومشیتِ الٰہی کی نمود پر تمام اہلِ ایمان کو یقین، اہلِ حق کو بھروسہ اور اہلِ بصیرت کو عرفان نصیب ہوتا ہے---اسی لئے وہ بظاہر ناسازگار واقعات پیش آنے پر بھی صبرواستقامت اور تسلیم ورضا کا دامن تھامے رہتے ہیں---اور اگر کسی وقت مستقبل میں پیش آنے والے حادثات کا پیشگی علم ہو جائے---تو بھی ان کو ٹالنے اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے رحمت الٰہی کو نہیں پکارتے--- بلکہ ان سے عہدہ برآ ہونے کی تیاری کرتے---اور صبرورضا پر قائم رہنے کیلئے رب سے دعا مانگتے ہیں---اس لئے کہ--- وہ ان واقعات کی اہمیت، افادیت اور تاثیرو نتائج سے بخوبی آگاہ ہوتے--- اور انہیں نسلِ انسانی کی اجتماعی فلاح وبہبود کا ضامن سمجھتے ہیں--- یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں--- حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور حادثۂ کربلا کے بارے میں حضور رحمت للعلمین ﷺ کو بارگاہِ ایزدی سے پیشگی اطلاع دے دی گئی تھی---اور آپ ﷺ نے اس کا واشگاف اعلان واظہار فرما دیا تھا---جس سے امہات المؤمنین، صحابۂ کرام اور اہلبیت اطہار سبھی باخبر تھے---لیکن تاریخ شاہد ہے کہ---کسی ایک ہستی نے بھی اس حادثہ فاجعہ کے رونما نہ ہونے کی دعا نہیں مانگی--- بلکہ سب امام حسینؓ کی استقامت کے لئے دعا کرتے رہے---چنانچہ نصف درجن سے زیادہ احادیث میں مختلف صحابۂ کرام کے علاوہ امہات المومنین نے حضور اقدس ﷺ سے حادثہ کربلا کی پیشگی اطلاع نقل کی ہے--- ام المومنین

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ ' ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ کے علاوہ حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مختلف روایات میں آیا ہے کہ---حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:---

مجھے جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ عنقریب
میری امت میرے بیٹے حسینؓ کو زمین طف (کربلا)
میں قتل کر دے گی---اور انہوں نے مجھے اس زمین
کے تھوڑی سی سرخ مٹی لا کر دی ہے (۲)---

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ--- میں نے مقتلِ حسینؓ کی وہ مٹی آنحضرتﷺ سے لے کر ایک بوتل میں محفوظ کر لی تھی---اور ہر روز اس کو دیکھتی تھی---حضرت انس بن حارثؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے شہادت حسینؓ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:---

فمن شھد ذلک منکم فلینصرہ (۳)...

یعنی تم میں سے جو شخص موجود ہو اسے چاہیے کہ امام حسینؓ
کی مدد کرے---

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت انس بن حارثؓ کربلا گئے---اور امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے---ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ---حضور اکرمﷺ نے شہادت حسینؓ کی عام خبر دی تھی---اور اکثر صحابہء کرام اور اہلبیتِ اطہار اس سے بخوبی واقف تھے---چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

ما کنا نشک و اھل البیت متوافرون ان

Marfat.com

الحسینؓ بن علیؓ یقتل بالطف (۴)

یعنی ہمیں اور اکثر اہل بیت کو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہ تھا کہ حسینؓ زمین طف کربلا میں شہید ہونگے۔
اس کا ثبوت خود حضرت علی مرتضیٰؓ کے سفر صفین میں مقام کربلا سے آپ کے گزر کے دوران حضرت یحییٰ حضرمیؒ، اصبغ بن بغانہؓ اور ابوعبد اللہ الضبی کی ان روایات سے ملتا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ:

''حضرت علیؓ صفین سے واپسی پر فرات کے کنارے ٹھہرے اور فرمایا---حضور اکرم ﷺ نے خبر دی تھی کہ حسینؓ فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے---پھر ہم کربلا میں آئے تو آپؓ نے فرمایا---یہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے---یہ ان کی کجاوے رکھنے کی جگہ ہے---اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے---آلِ محمد ﷺ کے جوان اس کھلے میدان میں قتل کئے جائیں گے---ان پر زمین وآسمان روئیں گے'' (۵)---

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ---شہید کربلا کے والد محترم حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اس جانکاہ حادثہ سے پوری طرح باخبر ہیں---لیکن اسے آلِ مصطفیٰ ﷺ کے صبر ورضا کا امتحان اور معرکہ پیکارِ عشق وجفا سمجھ کر قبول کئے ہوئے ہیں---اور اس حادثہ کی تہہ میں کارفرما مشیتِ الٰہی اور حکمتِ خداوندی پر کامل یقین رکھتے ہوئے---حیاتِ انسانی پر اس کے دوررس اور انقلاب انگیز اثرات کی نمود چاہتے ہیں---۔

Marfat.com

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق

کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیت

سلاھ میں فرات کے کنارے برپا ہونے والے اس معرکۂ کارزار نے تاریخ کی ارتقائی قوتوں کو کس حد تک متاثر کیا --- اور قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی کے لئے کیا سبق چھوڑا --- انسانی زندگی کے مختلف گوشوں میں کیا نتائج پیدا کئے --- اور فکر و عمل کی دنیا میں کون کون سی تبدیلیاں ابھاریں --- ان سوالات کا جواب ہمیں حادثہ کربلا کے اسباب و عوامل اور حکمت و مشیتِ الٰہی کے آفاقی تناظر میں مذہب، سماج اور تاریخ کا حقیقی اسلامی شعور بخشتا ہے --- اور یہی وہ شعور ہے جو شہادتِ حسینؓ کے بعد سے لے کر آج تک پوری اسلامی تاریخ اور ملتِ اسلامیہ کے مجموعی ایمانی تشخص کی بنیادیں استوار کیے ہوئے ہے --- ذیل میں ہم ملت کے تاریخی ارتقا اور سماجی شعور کے ٹھوس حقائق و شواہد کی روشنی میں سانحۂ کربلا کے چند نتائج و اثرات پر گفتگو کرتے ہیں:

۱۔ کربلا معیارِ حق ہے

لہ میں سیدنا امام حسینؓ اور ان کے بہتر (۷۲) با[illegible] شہید [illegible] ئے --- اور یزیدی استبداد کی طاغوتی قوتیں حق پر چھا گئیں --- لیکن حقیقت یہ ہے کہ --- شہادت حسینؓ نے ہمیشہ کے لئے فتح و شکست کا معیار اجاگر کر دیا --- دنیا کی کسی لغت میں فتح کے معنی قتل کر دینا --- اور شکست کا مفہوم قتل ہو جانا نہیں --- بلکہ فتح کے معنی مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جانا --- اور شکست کا مفہوم اپنے مقاصد کی تکمیل

Marfat.com

میں ناکام ہو جانا ہے--- اب فتح و شکست کے اس تصور کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھنا یہ ہے کہ--- آیا عاشورہ محرم ۶۱ھ کی شام یزید اور اس کے طاغوتی ہم نوا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے--- یا سیدنا امام حسینؓ اور ان کے حق پرست جاں نثار اپنے بلند نصب العین کی راہ میں سرخرو اور شادکام ٹھہرے---

یزید کا مقصد امام حسینؓ سے اپنے ظالمانہ اقتدار کو تسلیم کرانا اور بیعتِ اطاعت لینا تھا' جس میں وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکا--- یزید اور اس کے حواری سمجھتے تھے کہ--- وہ عسکری اور عددی اکثریت کے بل بوتے پر--- نہتے حسینؓ اور ان کے چند فداکاروں کو اپنے سامنے جھکنے اور طاغوتی اقتدار کو ماننے پر مجبور کر دیں گے--- لیکن وہ یہ بھول گئے کہ--- ایمانی قوت کے مقابلے میں عددی اکثریت چنداں وقعت نہیں رکھتی---

امام حسینؓ اپنے موقف پر ڈٹ گئے--- اپنے آپ کو طاغوتِ وقت کے سپرد نہیں کیا--- جبر و استبداد اور مطلق العنانی کے مقابلے میں جاں بازی و قربانی کی حد تک پیش رفت کی--- اور بقول کارلائل:

> ''اپنے عمل سے روشن کر دیا کہ جہاں حق و باطل کا مقابلہ ہوتا ہے--- وہاں عددی قوت و برتری کوئی اہمیت نہیں رکھتی--- امام حسینؓ نے خاک و خون کا دریا پاٹ کر سفینۂ حق کو کنارے لگا دیا--- اور آپ کی یہ کامیابی نسلِ انسانی کے لئے حیرت و تعجب کا باعث ہے''(۶)---

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

Marfat.com

سیدنا امام حسینؓ کا مقصد یزیدی فسق و فجور سے دینِ حق کو محفوظ رکھنا اور اس کے ظلم و استبداد سے امتِ مسلمہ کو بچانا تھا --- اور تاریخ شاہد ہے کہ --- آپ اس مقصد میں پوری طرح کامیاب و کامراں نکلے --- جبری بیعت کا نظام ہمیشہ کے لئے دم توڑ گیا --- پھر کبھی کسی حکمران نے آلِ رسول ﷺ سے جبری بیعت کا مطالبہ نہیں کیا --- یزید اپنے انجام کو پہنچ گیا --- شہادتِ حسینؓ کے بعد یزید تین برس سے بھی کم عرصہ زندہ رہا --- اور اس کے مرتے ہی اِدھر سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت پوری طرح قائم اور مضبوط ہو کر کوفہ' بصرہ و شام تک پھیل گئی --- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف جنگ کے لئے یزید کا بھیجا ہوا سالارِ لشکر حصین بن نمیر بذات خود حضرتِ عبداللہ ابن زبیرؓ کو شام چل کر تختِ حکومت پر متمکن ہونے کی دعوت دینے لگا --- اور اُدھر یزید کے بیٹے اور اس کے ولی عہد معاویہ نے نہ صرف یزیدی استبداد کے بل بوتے پر حاصل ہونے والے تختِ سلطنت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا --- بلکہ اپنے باپ یزید کے بُرے کردار سے شدید نفرت و بیزاری کا اعلان کیا (۷) اور یوں حسینی عزم و کردار کے آگے سر جھکا دیا --- ؎

جابرِ وقت کی بیعت سے کیا، کیا انکار

آمریت کو نئی سوچ سے دو چار کیا

اِسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ --- سیدنا امام حسینؓ نے تائید الٰہی، عزم راسخ اور یقین محکم کی بدولت ؎

بیعت کے طلبگار سے بیعت لے لی

Marfat.com

حسینؓ درد کے دریا بہا دیئے تو نے

یزید جبر و استبداد سے کام لے کر قوم کی قوت احساس اور جرأتِ اظہار کو مٹانا چاہتا تھا---اور اپنے خاندانی اقتدار کو تا دیر قائم رکھنے کا خواہاں تھا---اس لئے وہ کسی ایک بھی آدمی کو اپنی بیعت کے حلقے سے باہر نہیں دیکھ سکتا تھا---اس کے برعکس امام حسینؓ کا مقصد یہ تھا کہ---لوگوں میں عام بیداری، قوت احساس اور جرأت اظہار پیدا کی جائے---اس مقصد کے لئے آپ نے اقتدار کا مقابلہ بلند کرداری سے---کثرت کا مقابلہ قلت سے--- اور ظلم و بربریت کا مقابلہ صبر استقلال سے کیا--- نتیجتاً اپنے مقصد میں پوری طرح بامراد رہے---اور یزید بری طرح ناکام ہو گیا---چنانچہ کہا یہ کہ---پورے عالم اسلام میں صرف پانچ، چھ آدمی برسرِ عام یزید کی مخالفت کر رہے تھے--- باقی لوگوں نے خاموشی اختیار کی ہوئی تھی ---اور کہاں یہ کہ--- شہادتِ حسینؓ نے پورے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے یزیدی اقتدار کو بالکل مٹا کر رکھ دیا---

امام حسینؓ جب مدینہ منورہ سے چلے---تو لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی پوری اسلامی سلطنت میں صرف چند افراد یزیدی حکومت سے ٹکرانے کیلئے تیار تھے--- اور جب اہلبیتِ اطہارؓ کا تاراج کارواں حسینی شہادت کا پیغام لیے مدینہ منورہ لوٹا---تو پورا حجاز ایکدم یزیدی بیعت و اقتدار کی بیڑیوں سے آزاد ہو گیا---اہل مدینہ بے سرو سامانی کے عالم میں نہتے ہی ظلم و استبداد سے ٹکرا گئے---اہلِ مکہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر سامنے کھڑے ہو گئے---اور یزید دوبارہ حجاز پر مکمل غلبہ و استیلاء کی

Marfat.com

حسرت اپنے دل میں لئے ---اور ماتھے پر ہمیشہ کی ذلت و رسوائی کا داغ سجائے اس دنیا سے چل بسا (۸) ---فتحِ حسینؓ اور شکستِ یزید کا یہ عجیب منظر ہے کہ--- تنہا ایک ذات حسینؓ سے جبراً بیعت لینے کا خواہاں طاغوت---ایک دم پورے حجاز کی بیعت کھو بیٹھا---

وہ جس نے رسم و رہِ عشق کی بنا ڈالی
بنائے قصرِ شہنشاہیت ہلا ڈالی
بدلی عمل کی شکل، ارادے بدل دیئے
اس نے مطالبات کے جادے بدل دیئے

کہاں وہ حالت کہ--- ہر طرف ایک بے حسی کی چادر تنی تھی---اور کہاں یہ منظر کہ--- ہر ایک سینے میں درد کا اک دریا امنڈ آیا ہے---

حسینؓ درد کے دریا بہا دیئے تو نے
شہیدِ جور کلیجے ہلا دیئے تو نے
ہر ایک ذرۂ بے حس کو اک تڑپ دے دی
دماغ وضع کیئے دل بنا دیئے تو نے

زندگی کے ہر افق پر چھا گئے حسینؓ

میدان کربلا میں وقتی طور پر ظلم و جبر نے آل رسول ﷺ کا بے دریغ خون بہایا---اور بظاہر اس پر شاداں و فرحاں لوٹا---لیکن ظلم و استبداد کی یہ وقتی مسرت بہت جلد ہمیشہ کی ذلت و رسوائی اور ندامت و شرمساری میں ڈھل گئی---یزید اپنے سامنے سیدنا حسینؓ کا سرِ انور دیکھ کر

Marfat.com

پہلے تو فتح کے نشہ میں گستاخیاں کرنے لگا ---مگر پھر دائمی ذلت و رسوائی اور بدنامی کے خوف سے سہم گیا --- اور ابن زیاد پر لعنت بھیج کر کہنے لگا کہ --- اس نے مجھے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی نگاہوں میں رسوا کر دیا (۹) --- سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھ کر کوفہ بلانے اور موقع پر بے وفائی کرنے والے اہلِ کوفہ شدید ندامت سے دوچار ہوئے --- اور سلیمان بن صرد خزاعیؓ کی قیادت میں اپنے عمل سے توبہ کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے نکل پڑے اور ''توابین'' کہلائے (۱۰) --- یہ ندامت و شرمساری کے باطنی احساس کا ایک مظہر تھا --- الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ حسینیت فتح کربلا پر ہمیشہ فخر و مباہات سے کام لیتی رہی --- اور شکست خوردہ یزیدیت آج تک سربگریباں ہے کہ --- یزید کا سہارا تیغ و شمشیر پہ تھا --- اور حسینؓ کا اعتماد خون نبوت پر ---

یزید تیغوں کے حلقے میں ہو تو لب کھولے
شہید خون کے لہجے میں بھی کلام کریں

دشت کربلا میں بہنے والے حسینی خون نے تاریخ کے لامتناہی افق پر تا قیامت یزید کے نام کو نفرت و حقارت اور ذلت و رسوائی کی علامت بنا دیا --- ع

یزید نام سے نفرت ہے اہل عالم کو

اس کے برعکس امام حسینؓ باطل کے مقابلے میں اپنے لہو کا نذرانہ دے کر حق کی عظمتوں کا عنوان قرار پائے --- اور رہتی دنیا صفحاتِ تاریخ میں امر ہو گئے --- زمان و مکان کی لامتناہی وسعتوں پر چھا گئے --- آپ کا نام اہل ایمان کے دلوں کی دھڑکن، نظر کی آبرو اور روح کا قرار بن گیا ---

Marfat.com

بس ایک بات' جدھر سے گذر گئے شبیر
نظر میں چڑھ گئے' دل میں اتر گئے شبیر

ہر بوند سے لہو کی اک انقلاب پھوٹا

یزید اور اس کی طاغوتی قوتیں کرۂ ارض پہ اپنی بقاء کا عرصہ طویل اور اقتدار کی گرفت مضبوط کرنے کے لئے سبط رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کا خون بہانے پر اتر آئیں---اور بظاہر میدانِ کربلا میں وقتی طور پر غالب آ گئیں---لیکن تاریخ شاہد ہے کہ---یزیدی استبداد کا یہ عارضی غلبہ اس کی دوامی ذلت اور اموی اقتدار کی موت کا پیش خیمہ بن گیا---یزید کی سلطنت لرز گئی---اس کے اعصاب تباہ ہو گئے---اس نے مجنونانہ حرکتیں کیں---مدینہ منورہ کے انصار کی جانیں اور عفت مآب خواتین کی عصمت یزیدی بہیمیت کی نذر ہو گئی [۱۱]---ساڑھے تین سالہ دورِ حکومت کے پہلے برس شہادت حسینؓ کا واقعہ رونما ہوا---دوسرے برس رسول اللہ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کو تاراج کیا---تیسرے برس خدا کے گھر کعبہ شریف پر آگ برسائی---اور چوتھے برس یزید خود موت کی وادی میں ڈوب گیا [۱۲]---تمام عالمِ اسلام ایک دم جاگ اٹھا---نفرت اور حقارت کی لہر یزید کو بہا کر لے گئی---فرعونیت خونِ حسینؓ کے پیدا کردہ انقلابی طوفان میں سرتاپا غرق ہو گئی---

قدرت کے صاعقۂ انتقام کی کڑک سے کوئی بھی دشمنِ حسینؓ بچ نہ

Marfat.com

اس طور نازل ہوا کہ --- تاریخ میں اجتماعی قصاص و انتقام کا اس سے زیادہ فوری، شدید اور بڑا واقعہ اور کوئی نہیں ملتا --- ابن زیاد، عمرو بن سعد، شمر، خولی، حرملہ، تمام بڑے بڑے طاغوت تہہ تیغ کر دیئے گئے --- کوفہ کی گلیوں، بازاروں اور محلوں میں موت قاتلانِ حسینؓ کا سائے کی طرح تعاقب کرنے لگی --- ظلم کی تلوار ٹوٹ گئی --- ظالم اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے --- غضبِ الٰہی کی شدید گرفت نے قتلِ حسینؓ میں شریک کسی ایک بھی متنفس کو نہیں چھوڑا (۱۳) --- حادثہ کربلا کے آٹھ برس کے اندر اندر کرۂ ارض کو تمام منحوس کوفیوں اور شامیوں کے ناپاک وجود سے بالکل پاک کر دیا ---

دیدی کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد، کہ شب را سحر کند

پھر اس انتقام کی گرفت یہیں تک نہیں رہی --- بلکہ اس نے پورے اموی اقتدار کو اپنے آہنی پنجوں میں دبوچ لیا --- خونِ حسینؓ کے ایک ایک قطرے سے انقلاب و تغیر کے وہ سیلاب ہائے آتشیں ابھرے جن کو نہ تو مسلم بن عقبہ کی خون آشامی روک سکی --- نہ حجاج کی بے اماں خونخواری --- اور نہ عبدالملک کی تدبیر و سیاست --- وہ بھڑکتے، بڑھتے اور پھیلتے ہی رہے --- تا آنکہ اموی اقتدار کا آخری وقت آ گیا --- اور جو کچھ ۶۱ھ میں کربلا کے اندر ہوا تھا --- وہ سب کچھ ۱۳۲ھ میں نہ صرف دمشق بلکہ پورے عالم اسلام میں ہوا --- جو صاحبانِ تاج و تخت تھے وہ خاک و خون میں تڑپے --- ان کی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال ہوئیں --- فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں --- اور

Marfat.com

مُردوں کی ہڈیوں تک کو ذلت وحقارت سے محفوظ نہ چھوڑا---اور اس ''وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ (۱۴)'' کا پورا پورا ظہور ہوا: ؎

یہ ساری کائناتِ رنگ تابش
حسینؓ ابن علی کا خوں بہا ہے

اس نے انسان کی تاریخ کا رخ موڑ دیا

یزید اور اس کی طاغوتی قوتیں طاقت کو حق سمجھتی تھیں---ان کا نظریہ تھا کہ---جس کے پاس اقتدار کی قوت، عسکری طاقت، افراد کی کثرت اور مال و دولت کی بہتات ہو---وہی حق پر ہے---سیدنا امام حسینؓ کا نعرہ تھا کہ---طاقت حق نہیں' بلکہ حق میں طاقت ہے---یہ اصول منوانے کی خاطر آپ اپنے عزیزوں اور مٹھی بھر جاں نثاروں کے ساتھ اٹھے---اور باطل کے جلال و جبروت سے ٹکرا گئے---تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ---فتح و نصرت نے امام حسینؓ کے قدم چومے---اور شکستِ دائمی یزید اور اسکی طاغوتی قوتوں کا مقدر بن گئی (۱۵)---امام ابن کثیر نے لکھا ہے:

''وقد أخطأ يزيد خطاءً فاحشاً... وقد أراد توطيد سلطانه و ملكه و دوام أيامه من غير منازع فعاقبه الله بنقيض قصده و حال بينه وبين ما يشتهيه''

یعنی یزید نے حرم مدینہ میں قتل و غارت کا حکم دے کر

Marfat.com

بہت بڑی فحش غلطی کی. وہ چاہتا تھا کہ اس کی سلطنت و
اقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے ایام حکمرانی کو
بلا نزاع دوام حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف
مراد اس کو سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے
درمیان آڑے آ گیا' اور یوں اس کی کمر توڑ کر رکھ دی

یوں تاریخ نے دیکھا کہ امام حسینؓ نے یزیدی تلوار کو اپنے خون کے آگے جھکا کر یہ خیال ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باطل قرار دے دیا کہ---بس طاقت ہی سب کچھ ہے---اور بہ تائید ایزدی اہل عالم سے منوا لیا کہ---حق ہی طاقت کا سرچشمہ ہے---

اس نے انسان کی تاریخ کا رخ موڑ دیا
دولت و کثرت و طاقت کا صنم توڑ دیا

حق کی طاقت کا یہی وہ معیار ہے جو آج تک یزیدیت اور حسینیت کے مابین وجہِ امتیاز چلا آ رہا ہے---اور جب تک نسلِ انسان کے ذہن میں یہ معیار قائم رہے گا---کوئی طاغوتِ وقت حق کی لازوال قوت کو چیلنج نہیں کر سکے گا---

حق پہ شب خوں مار سکتے ہی نہیں باطل پرست
ذہنِ انسانی میں جب تک کربلا بیدار ہے

ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

حادثہ کربلا کوئی افسانوی واقعہ یا دیو مالائی کہانی نہیں---جس کا بنی آدم کے عمل اور زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو---بلکہ یہ ایک زندہ و تابندہ

Marfat.com

واقعہ ہے --- جو حیاتِ انسانی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے --- خون کے رشتے اور ان کی چاہت --- دوستوں کی وفا --- دشمنوں کی بربریت --- خون اور آنسوؤں کی لرزش --- بھوک، پیاس، خوف اور جان کی آزمائش --- فہم سلیم --- جذبہ و احساس اور صبر و ثبات --- غرضیکہ جو کچھ زندگی کے دامن میں ہے --- سب حادثۂ کربلا میں سمٹ آیا ہے --- سیدنا امام حسینؓ نے معرکہء کربلا میں سرخرو ہو کر حیات انسانی کا واضح فلسفہ، تصور اور بلند اقدار اجاگر کیں --- عمل کی خارزاروں میں نسلِ انسانی کے لئے رہتی دنیا ایک تابناک نمونہ چھوڑا --- حق و باطل کی پیکار میں سچائی کے راستے پر چلنے کے لئے قدم قدم رہنمائی کا سامان مہیا کیا --- رشتوں کا تقدس، اعتماد کی قوت اور وفا کا انمول رنگ اجاگر کیا --- اور صفحۂ دہر پہ انسانی کردار کی عظمتوں کے وہ لازوال نقوش مرتسم کیے جن کی تابانی کبھی گہنا نہ سکے گی --- مشہور جرمن مؤرخ موسیو ماربین شہیدِ کربلا کی عظمتوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''آپؓ نے اپنی شہادت سے اسلام کو روحانیت و نورانیت اور ایک تازہ رونق و درخشندگی عطا کی --- اور مسلمانوں کو اسلام کی معنویت سے جوڑ دیا --- یوں حسینؓ کی قربانی تاریخِ اسلام میں عظیم انقلابات کا سرچشمہ بن گئی --- اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے''

سچ کہا ہے شاعر نے: ؎

قصرِ کردار کی تعمیر کو معمار ملا
ذہن کو راہ ملی، عقل کو معیار ملا

Marfat.com

امام حسینؓ کی سیرت اسوۂ رسول ﷺ کا آئینہ ہے--- یہ تاریخِ اسلام کی پھیلتی ہوئی لہروں میں زندگی کے اجالے بھر رہا ہے--- یہ روشنی کا بلند مینار ہے--- جو فتنہ وفساد کے اندھیروں کو مٹا رہا ہے--- حسینؓ کی عظمتِ کردار کا ستارہ آج بھی کربلا کے افق سے اپنی تابندہ کرنیں ہر سو بکھیر رہا ہے--- اور نہ صرف اہلِ ایمان بلکہ پوری نوعِ بشر کے لئے حریت وانقلاب کی راہیں جگمگا رہا ہے--- مشہور امریکی مورخ واشنگٹن اِروِنگ کے الفاظ میں:

"کربلا کی خشک سرزمین کے آفتاب سوزاں کی دھوپ
اور عربستان کی تپتی ہوئی ریگ کے اوپر حسینؓ کی لافانی
روح آج بھی قائم ہے"

سچ یہ ہے کہ امام حسینؓ صرف مسلمانوں کے ہی نہیں، بلکہ پوری دنیا رہنما کے ہیں--- اور دنیا بالآخر یہ مان کر رہے گی--- ؎

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

☆ ☆ ☆

Marfat.com

حوالے

(۱) انعام : ۵۹

(۲) ان روایات کے لئے دیکھئے:
المستدرک ج ۳ ص ۱۷۷' تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۷'
الخصائص الکبری ج ۲ ص ۱۲۵' دلائل النبوۃ ص ۴۸۶'
البدایۃ والنہایۃ ج ۸ص ۱۹۹' الصواعق المحرقۃ ص ۱۹۵۔

(۳) دلائل النبوۃ ص ۴۸۶'۰البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۹۹'
الخصائص الکبری ج ۲ ص ۱۲۵' سر الشہادتین ص ۲۹۔

(۴) المستدرک ج ۳ ص ۱۷۹' الخصائص الکبری ج ۲ ص ۱۲۶'
سر الشہادتین ص ۳۰۔

(۵) دلائل النبوۃ ص ۵۰۹' تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۷'
الخصائص الکبری ج ۲ ص ۱۲۶' البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۹۹۔

(۶) اردو دائرہ معارف اسلامیہ' بذیل مادہ ''امام حسینؓ''

(۷) الصواعق المحرقۃ ص ۱۳۴

(۸) تاریخ الطبری ج ۵ ص ۳۸۳

(۹) الاخبار الطوال: تذکرہ امام حسینؓ' تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۹۰

(۱۰) الخیاری: الامام الحسین ص ۲۰۲

Marfat.com

(۱۱) مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۰۶، سنن دارمی: باب ما اکرم اللہ نبیہ بعد وفاتہ۔ فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۰

(۱۲) نووی: شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۴۱

(۱۳) سیر اعلام النبلاء ذکر امام حسینؓ، الخیاری الامام الحسین ص ۲۰۳

(۱۴) سورہ شعراء: ۲۲۷

Marfat.com

إن الله وملائكته يصلون على النبي

يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

Marfat.com

عالمی تحریک سیرت

قارئین کرام! آج نوعِ انسانی کرب و اضطراب کے جس تپتے صحرا میں بھٹک رہی ہے اس سے نجات کا راستہ صرف اور صرف ایک ہی ہے؛ یہ کہ انسانیت خدا کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن لطف و کرم سے وابستہ ہو جائے۔ بناء بریں عصرِ حاضر کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے آستانے پہ لانے کے لئے عالمی سطح پر ''فروغ سیرت'' کی ایک زبردست تحریک برپا کی جائے۔ ایسی مؤثر اور جاندار تحریک جو نہ صرف اُمتِ مسلمہ کے مردہ دلوں کو حیاتِ نو بخشے بلکہ پوری انسانیت کے دکھوں کا مداوا بن جائے؛ جو ہر مسلمان کے سینے کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت سے سرشار کر دے اور دنیا کے گوشے گوشے کو سیرتِ طیبہ کے انوار سے جگمگا دے:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

''عالمی تحریک سیرت'' کا قیام عصرِ حاضر کی اسی پکار کا' حاصل ہے۔ آیئے--- آگے بڑھیے--- اور عالمی سطح پر ''فروغِ سیرت'' کے اس عظیم اور مقدس کام میں ہمارے ساتھ شامل ہو جایئے---

☆ ''عالمی تحریکِ سیرت'' کے چند نمایاں پروگرام:

عالمی تحریک سیرت کے مقاصد، پروگرام اور مشن کا مفصل تعارف الگ دستیاب ہے۔ یہاں صرف چند اشارات دیئے جا رہے ہیں:

Marfat.com

۱۔ **ایوانِ سیرت کا قیام:** حیرت ہے کہ دنیائے اسلام میں براہِ راست سیرتِ طیبہ پر تعلیمی، تربیتی اور تحقیقی کام کے لئے ابھی تک کوئی بڑا مرکز قائم نہیں کیا جا سکا۔ ہمارا پروگرام ہے کہ ایک وسیع و عریض قطعہ اراضی پر ''ایوانِ سیرت'' تعمیر کیا جائے جو پوری دنیا میں سیرتِ طیبہ کے فروغ و اشاعت کا عظیم عالمی مرکز بن جائے۔

۲۔ **اُمہ سیرت لائبریری:** اس سے بڑا المیہ کیا ہوگا کہ پوری دنیا میں کہیں بھی ایسی مستقل سیرت لائبریری موجود نہیں جہاں حضور سرورِ عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مطہرہ پر تمام مطبوعہ مواد قارئین اور محققین کو یکجا مل سکے۔ ایسی مرکزی سیرت لائبریری کا قیام عالمی تحریکِ سیرت کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔

۳۔ **سیرت انسائیکلو پیڈیا:** عالمی تحریکِ سیرت کا سب سے منفرد اور نمایاں پروگرام ایک ضخیم ''سیرت انسائیکلو پیڈیا'' کی ترتیب و اشاعت ہے۔ اس میں دنیا کی عظیم ترین ہستی کی حیات طیبہ اور سیرتِ مطہرہ کے ہر دائرے، ہر موضوع اور ہر جہت پر موضوعاتی، علمی اور تاریخی مباحث کا احاطہ ہوگا۔

۴۔ **سیرت کمپیوٹر پروگرام:** سیرتِ طیبہ کے حوالے سے آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور تمام علمی و فکری مواد کی ترتیب و تدوین اور کمپیوٹرائزیشن تاکہ سیرتِ مطہرہ پر علمی و تحقیقی کام کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی جا سکے۔

۵۔ **سیرت ایگزبیشن:** عالمی سطح پر فروغ سیرت کے لئے دعوت و ابلاغ کے تمام جدید ترین وسائل بروئے کار لاتے ہوئے سیرت ایگزبیشن کا اہتمام ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔

۶۔ **سیرت اٹلس:** نقشوں، خاکوں اور چارٹوں کی مدد سے ارضِ نبوت، حیاتِ طیبہ اور اماکنِ سیرت پر مشتمل جدید ترین سیرت اٹلس کی تیاری۔

۷۔ **انٹرنیشنل سیرت اکیڈمی:** عالمی سطح پر سیرت طیبہ کی تعلیم و تفہیم اور مربوط

Marfat.com

مطالعہ کا ایک مثالی پروگرام سیرت اکیڈمی کے پیشِ نظر ہے۔

۸۔ سیرت ریسرچ سنٹر: سیرتِ طیبہ پر علمی، فکری اور تحقیقی کام کا عظیم مرکز۔

۹۔ مجلہ ارمغان سیرت: سیرتِ طیبہ کے موضوع پر ایک معیاری علمی اور تحقیقی مجلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

☆ ''عالمی تحریکِ سیرت'' کا مشن اور مزاج:

۱۔ ''عالمی تحریکِ سیرت'' کا مرکز و محور ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہ تحریک چاہتی ہے کہ ہماری سوچیں، ہمارے جذبے اور ہمارے اعمال عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں گندھ جائیں۔ ہماری سانسوں کی تپش، نبضوں کے ارتعاش اور دل کی دھڑکنوں میں وہی بسے ہوں۔ چہرے کی شادابی اور من کا گداز انہی سے ہو۔ لب کھلیں تو انہی کا نام ابھرے اور زبان ہلے تو انہی کا ذکر پھیلے۔ آنسو انہی کے ورد کی رم جھم اور تبسم انہی کے پیار کی خوشبو ہو۔ رتجگے انہی سے ہوں اور ریاضتیں انہی کے نام۔ جان و مال نثار ہوں ان پر اور جینا مرنا انہی کی خاطر ہو۔

۲۔ اس تحریک کا مشن ہے فروغ سیرت مصطفیٰ ﷺ۔ یہ چاہتی ہے کہ ہم جس طرح اپنی دنیا سنوارنے کے لئے طرح طرح کے علوم و فنون سیکھنے میں اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ لگاتے ہیں اسی طرح--- بلکہ اس سے بڑھکر--- اپنی آخرت سنوارنے کے لئے کچھ وقت اور سرمایہ حضور سیّد عالم ﷺ کی سیرت مطہرہ پڑھنے اور سیکھنے میں لگائیں۔ اس سلسلہ میں تحریک سیرت کے زیرِ اہتمام مختلف پروگرام شروع کئے جا رہے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے رابطہ کیجئے۔

۳۔ ''عالمی تحریک سیرت'' چاہتی ہے کہ اتباع سنت ہمارا طرزِ حیات بن جائے۔ اس کا پیغام یہ ہے کہ خدا کو اپنے محبوب ﷺ کی اداؤں سے پیار ہے اور وہ ہر مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کی پاکیزہ اداؤں میں ڈوبا ہوا دیکھنا چاہتا ہے

Marfat.com

یوں کہ اس کی زندگی سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ بن جائے۔ لیکن یہ پیروی محض سنتوں کی نقالی نہ ہو بلکہ ہماری سوچ، عمل اور جذبے سب عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت میں گندھے ہوں۔ سوال یہ ہے کہ ہماری زندگی اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھلے کیسے؟ اس ضمن میں ''عالمی تحریک سیرت'' نے میڈیکل سائنس کی جدید ترین تحقیقات کی روشنی میں اتباع سنت کا ایک مثالی انقلابی پروگرام ترتیب دیا ہے جس کی پہلی کڑی ہماری کتاب ''پانچ منٹ زندگی کے لئے'' ہے۔

۴۔ اس تحریک کا تشخص روحانیت ہے۔ یہ چاہتی ہے کہ اسلام کے ساتھ ہمارا تعلق گہرا، حقیقی اور روحانی ہو۔ جبری، میکانکی اور مصنوعی نہیں۔ ہم جو عمل بھی کریں اس میں ہمارے جسم اور روح دونوں کو شامل ہونا چاہیے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ دین پہلے انسان کے جذبوں میں ڈھلے اور پھر اس کے عمل میں ابھرے اور یہی تحریک سیرت کی جدوجہد کا محور ہے۔

۵۔ عالمی تحریک سیرت کا مزاج عام تحریکوں اور تنظیموں سے مختلف ہے۔ یہ جلسے، جلوس اور جوش و خروش کو ثانوی اہمیت دیتی ہے اور اصل توجہ ٹھوس اور بنیادی کام پر مرکوز رکھتی ہے۔ یہ عصرِ حاضر کے تقاضوں اور نئے حالات کے تناظر میں خاموش اور سنجیدہ کام کرنا چاہتی ہے۔ اس کی جدوجہد دور رس اور دیرپا اثرات کی حامل ہے۔

۶۔ عالمی تحریک سیرت نے اپنی ترجیحات میں ایسے اہم اور ضروری کاموں کو رکھا ہے جو اس وقت دنیا بھر میں کوئی دوسری تحریک و تنظیم انجام نہیں دے رہی۔ یہ محض تشہیر اور تنظیم سازی کے لئے کام نہیں کرتی، بلکہ زندگی کی حقیقی ضرورتوں کے حوالے سے اپنے لئے عمل کی راہیں متعین کرتی ہے۔

Marfat.com

☆ آیئے اور "عالمی تحریک سیرت" سے فائدہ اٹھایئے:

۱۔ "عالمی تحریک سیرت" آپ کے لئے بہت سے فوائد اور مواقع کی پیشکش کر رہی ہے۔ آیئے اور ان مواقع سے فائدہ اٹھایئے۔ ہر مسلمان کے لئے اپنے آقا و مولا دوجہاں کے سردار محبوبِ خدا رحمۃ للعلمین ﷺ کی سیرت مطہرہ سے فیضیاب ہونا دنیا کی سب سے بڑی سعادت ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عالمی تحریک سیرت کے اس عظیم اور بے مثال مشن کا حصہ بن کر اپنی زندگی سنوار لیں۔

۲۔ اپنے گھر میں، اپنے بچوں کے ساتھ ہر ہفتے صرف ۴۵ منٹ کے لئے "محفل ذکرِ حبیب ﷺ" سجایئے۔ یوں سال بھر میں کل ۵۲ محافل کے بعد آپ دیکھیں گے کہ خاندان کے ہر فرد کی زندگی میں کتنی بڑی اور انقلابی تبدیلی آ رہی ہے اور آپ کا گھر کیسی انمول برکتوں اور سعادتوں کا گہوارہ بن رہا ہے۔ عالمی تحریک سیرت نے گھر گھر محافل ذکرِ حبیب ﷺ کے اس عظیم اور بے مثال پروگرام کے لئے ایک "منفرد نصاب" ترتیب دیا ہے جو ان شاء اللہ عنقریب شائع ہو کر آپ کو میسر ہوگا۔

۳۔ آپ جہاں اور جس حال میں بھی ہوں روزانہ صرف پانچ منٹ نکالئے، دھیرے دھیرے زندگی سنور جائے گی۔ عالمی تحریک سیرت نے ایک ایسا "متوازن تدریجی نظامِ عمل" ترتیب دیا ہے جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اور میڈیکل سائنس کی جدید تعلیمات کا سنگھم ہے۔ ہماری کتاب "پانچ منٹ زندگی کے لئے" اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ اسے پڑھئے اور برتئے؛ ان شاء اللہ آپ خود اس کے فوائد و اثرات محسوس کریں گے۔

۴۔ اپنے گھر، دکان یا ادارے میں ایک چھوٹی سی "سیرت لائبریری" قائم

Marfat.com

کرنے کا ارادہ کیجئے؛ ہم آپ کو مفت لٹریچر اور دیگر مواد فراہم کرتے رہیں گے۔ نیز اہم کتابیں انتہائی رعایت پر مہیا کریں گے۔

۵۔ حضور رحمت عالم ﷺ کی بارگہِ اقدس میں عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے درود پاک، تلاوت آیات، اذکار و اوراد، نوافل و صدقات اور دیگر شخصی معمولات کا ایک مثالی خاکہ ترتیب دیا گیا ہے۔ تحریک سیرت کے اس مقدس روحانی سلسلے میں شمولیت کے لئے رابطہ کیجئے۔

۶۔ عالمی تحریک سیرت کے زیرِ اہتمام سیرت طیبہ کے حوالے سے مختلف تعلیمی کلاسز اور خط و کتابت کے ذریعے فاصلاتی کورسز شروع کئے جا رہے ہیں۔ ان کورسز میں شامل ہو کر اپنے آقا و مولا ﷺ کی حیات طیبہ سے آگاہی حاصل کریں۔

۷۔ اپنے گھر، دفتر یا ادارے میں ذکرِ رسول ﷺ کی مختصر محافل، درود پاک کے حلقے اور مطالعہ سیرت کے اجتماعی پروگرام ترتیب دیجئے۔ تحریک سیرت اس ضمن میں بھرپور عملی تعاون کرے گی۔

۸۔ تحریکِ سیرت کے دعوتی، اصلاحی اور تربیتی پروگراموں سے خود بھی استفادہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ یہ پروگرام آپ کی علمی، دینی اور سماجی ترقی میں مددگار ثابت ہوں گے۔

۹۔ عالمی تحریکِ سیرت کے زیرِ اہتمام مجالس ذکرِ رسول ﷺ، محافلِ میلاد اور خطباتِ سیرت کے عظیم الشان پروگراموں میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔

۱۰۔ سیرت طیبہ کے حوالے سے کوئی علمی و فکری کام انجام دیں یا کسی قسم کا دعوتی و اصلاحی پروگرام بنائیں اور ہمارا بھرپور تعاون حاصل کریں۔

Marfat.com

۱۱۔ صرف ایک بار مبلغ پانچ سو روپے (۵۰۰) روپے زرِ تعاون ادا کیجئے اور ''عالمی تحریک سیرت'' کے تاحیات ابتدائی رکن بن کر ہمارے تمام اجتماعی کاموں کے اجر و ثواب اور خیر و برکت میں زندگی بھر مفت حصہ پائیے۔

۱۲۔ اگر آپ عالمی تحریک سیرت کے ''حلقہ نہضت'' میں اپنا نام درج کرانا چاہیں تو نیچے دیا گیا کوپن بھر کر یا مطلوبہ کوائف سادہ کاغذ پر لکھ کر ہمیں بھیج دیجئے اس کے بہت سے فوائد آپ کو حاصل ہوں گے۔

والسلام

سیّد عبدالرحمٰن بخاری

مؤسس عالمی تحریکِ سیرت

۱۔ جامع مسجد عکس گنبد خضرا، نہر پل، شارع قائداعظم، لاہور

۲۔ ۲۹-ڈی سبزہ زار، لاہور

کوائف برائے حلقہ نہضت، عالمی تحریکِ سیرت

نام ---------------------- ولدیت ----------------------

عمر ---------------------- پیشہ ----------------------

تعلیم (دینی) ---------------------- مروجہ ----------------------

مستقل پتہ --

موجودہ پتہ --

فون (دفتر) ---------------------- (رہائش) ----------------------

ای میل --

Marfat.com

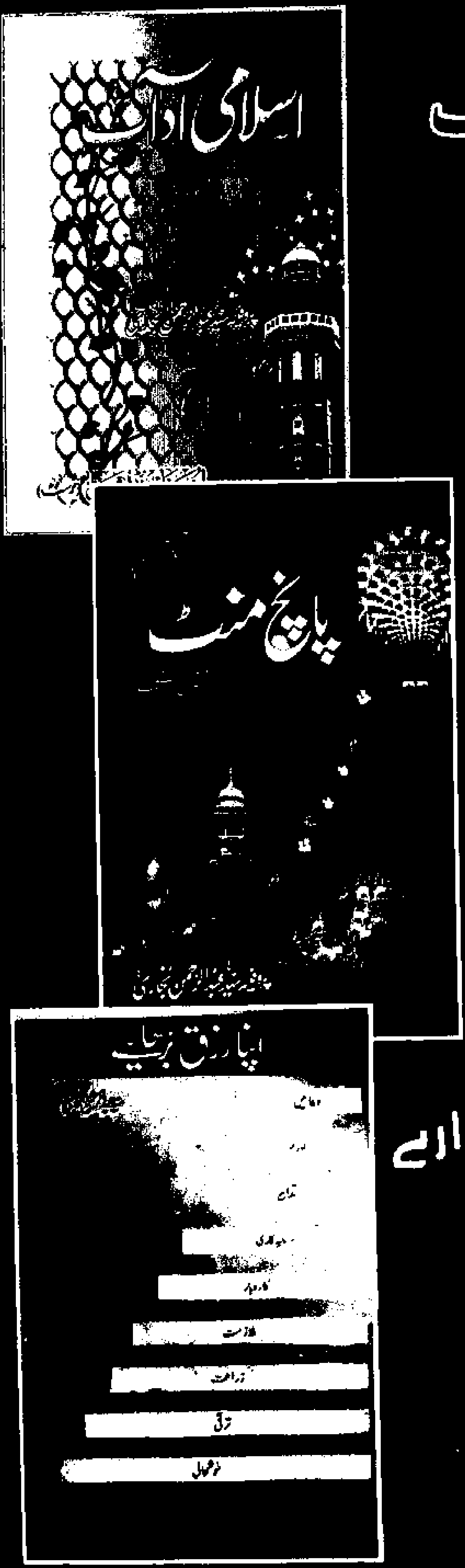

مصنف کی چند قابلِ ذکر تصانیف

- تیس دن قرآن کی آغوش میں
- معراجِ فقر
- اپنا رزق بڑھایئے
- اسلامی آداب
- اسلامی قانون کا نظریہ مصلحت
- خوشبو کے دریچے
- اسلام اور جدید میڈیکل سائنس
- اسوۂ حسنہ اور تعمیر شخصیت
- لمعات قربانی
- خطبات سیرت (زیر طبع)
- اسلامی ریاست میں نفاذ عدل کے ادارے
- القصاص فی الفقہ الاسلامی (ترجمہ)
- فقہ اسلامی کی تدوین نو

Marfat.com